# THE
# SENATE OF PAKISTAN
# DEBATES

*OFFICIAL REPORT*

Friday, January 27, 2012
(77th Session)
Volume X, No. 09
(Nos. 01-09)

## CONTENTS

| | | Pages |
|---|---|---|
| 1. | Recitation from the Holy Quran……………………… | 1 |
| 2. | Questions and Answers……………………………… | |
| 3. | Leave of Absence…………………………………… | |
| 4. | Adjournment Motion: | |
| | • Disappearance of 200,000 cusecs water from Tarbela and Chashma………………………. | |
| 5. | Motion: | |
| | • Presentation and condonation in delaying of two reports of the Committee on Privileges... | |
| 6. | Call Attention Notice: | |
| | • Import of millions of automatic weapons…... | |

*Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.*

Volume-X No. 09

SP.IX(09)/2011 130

# SENATE OF PAKISTAN

## SENATE DEBATES

Friday, January 27, 2012

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.

----------------

## Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ
لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ۚ وَ اِنْ
تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹﴾ وَ لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ
هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَ لِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۸۰﴾

ترجمہ:۔ (لوگو) جب تک اللہ ناپاک کو پاک سے الگ نہ کردے گا مومنوں کو اس حال میں جس میں تم ہو ہرگز نہیں رہنے دے گا۔ اور اللہ تم کو غیب کی باتوں سے بھی مطلع نہیں کرے گا۔ البتہ اللہ اپنے پیغمبروں میں سے جسے چاہتا ہے انتخاب کرلیتا ہے تو تم اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور اگر ایمان لاؤ گے اور پرہیزگاری کرو گے تو تم کو اجر عظیم ملے گا۔ جو لوگ مال میں، جو اللہ نے اپنے فضل سے ان کو عطا فرمایا ہے، بخل کرتے ہیں، وہ اس بخل کو اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں۔( وہ اچھا نہیں) بلکہ ان کے لیے برا ہے۔ وہ جس مال میں بخل کرتے ہیں قیامت کے

دن اس کا طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈالا جائے گا۔ اور جو آسمانوں اور زمین کا وارث اللہ ہی ہے۔ اور عمل تم کرتے ہو اللہ کو معلوم ہے۔

(سورۃ آل عمران: آیات 179 تا 180)

## Questions and Answers

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ We may now take up questions.

اسمٰعیل بلیدی صاحب موجود نہیں ہیں۔

Question No. 53-A. On his behalf Prof. Muhammad Ibrahim Khan.

Q. No. 53-A

Mr. Chairman: Any supplementary? Yes, Prof. Ibrahim Khan *sahib*.

**سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان:** جناب چیئرمین! یہ reason پوچھی گئی تھی کہ پلاٹ کا قبضہ کیوں نہیں دیا گیا۔ جواب میں کہا گیا ہے کہ جب ساری زمین کا قبضہ Foundation لے گی تو اس کے بعد پلاٹ کا قبضہ دیا جائے گا۔ کیا یہ rules کے مطابق ہے کہ Foundation نے ابھی قبضہ نہیں لیا اور Foundation allotment کر رہی ہے اور کسی کو قبضہ نہیں دے رہی؟

**جناب چیئرمین:** جی منسٹر صاحب۔

**میاں ریاض حسین پیرزادہ (وزیر برائے پیشہ وارانہ و تکنیکی تربیت):** شکریہ جناب چیئرمین۔ یہ زمین Foundation کو Islamabad Federal Capital Territory سے کمشنر نے فراہم کرنی تھی، انہوں نے 4820 کنال زمین میں سے 2 ہزار کنال فراہم کی ہے جس پر سڑکیں اور development کا کام ہو رہا ہے اور ابھی انہوں نے 2820 کنال زمین دینی ہے کیونکہ زمین کسی سے لینی ہوتی ہے اور development انہوں نے کرنی ہوتی ہے۔ ابھی تک پوری زمین handover نہیں کی گئی، ICT نے کہا ہے کہ ایک سال کے اندر اندر مزید زمین دے دی جائے گی اور جلد ہی development کا کام کر کے plots allot کر دیئے جائیں گے۔

**جناب چیئرمین:** شکریہ۔ جی ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! پھر تو یہ مسئلہ حکومت کا آپس کا ہی ہے کہ ICT نے Foundation کو زمین دینی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ ابھی تک ICT نے زمین نہیں دی اور کب تک زمین دی جائے گی؟ یہاں پر جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ as soon as entire possession of land by Housing Foundation is taken over. اس کے معنی یہ ہیں کہ مدت لامحدود ہے۔ کیا متعین طور پر بتایا جا سکتا ہے کہ ICT سے کب یہ زمین Foundation کو ملے گی؟

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ: جناب چیئرمین! آپ کو معلوم ہے کہ زمین پر built-up properties ہیں اور ان کو vacate کرانے کے لیے ایک پورا سسٹم ہوتا ہے، اگر آپ bulldoze کرتے ہیں تو human cries ہوتی ہیں۔ اب built-up properties کا proper record کا estimate لگا لیا گیا ہے اور جیسے ہی through the Committee scrutiny ہو گی اور لوگوں کو payment ہو گی تو تب لوگ اپنی مرضی سے اٹھیں گے۔ پہلے بھی کچھ sectors میں جب زبردستی کی گئی تھی تو فائرنگ ہو گئی تھی اور لوگ مر گئے تھے۔ آج کل لوگ بہت resist کر رہے ہیں۔ اس لیے ایک قانونی طریقے سے چلنے پر وقت تو لگے گا۔

Mr. Chairman: Thank you. Next Question No. @94. Begum Najma Hameed *sahiba*.

Q. No. @ 94.

Mr. Chairman: Any supplementary? Yes, Begum Najma Hameed *sahiba*.

Senator Begum Najama Hameed: No supplementary.

Mr. Chairman: Thank you. Yes, Prof. Ibrahim Khan *sahib*.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! کیا ایسا تو نہیں کہ بیت المال کا فنڈ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام میں divert ہوا ہے اور اب بیت المال کے پاس فنڈ نہیں رہا اور مستحقین محروم ہو گئے ہیں؟

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری (قائد حزب ایوان): جناب چیئرمین! this is incorrect, یہ بات نہیں ہے، پہلے بیت المال کے پاس Food Support Programme بھی تھا، 2008-9 کے بعد Food Support Programme بیت المال کے پاس نہیں رہا۔ بیت المال کے پاس صرف individual financial assistance اور کچھ projects رہ گئے ہیں، اس کا total budget 2 billion ہے، اس میں سے 800 million تو مل چکے ہیں اور باقی in the pipeline ہیں۔ یہ جو individual finance assistance ہے that is with the *Bait-ul-Mal* جس میں medical treatment ہے، scholarships ہیں اور بہت سے projects ہیں جس میں ووکیشنل دستکاری سکول چلائے جا رہے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ funds کہیں ادھر transfer ہو گئے ہیں بلکہ individual financial assistance بیت المال کے پاس ہے۔ Food Support Programme بند ہے اور بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے تحت علیحدہ ایک project ہے۔

Mr. Chairman: Thank you. Next Question No. 110. Begum Najma Hameed *sahiba*.

Q. No. 110.

Mr. Chairman: Any supplementary? Yes, Begum Najma Hameed *sahiba*.

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: جناب چیئرمین! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ گیس کی لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے اور لوگوں کو بہت problem ہو رہی ہے۔ اتنے گیس اسٹیشن لگائے ہوئے ہیں کہ گھریلو لوگوں کو تو مشکلات کا سامنا ہے ہی اور ساتھ ہی غریب ٹیکسی والے بھی مشکلات کا شکار ہیں کہ جنہوں نے CNG لگا رکھی ہے۔ اتنی مشکلات ہیں کہ کئی کئی میلوں تک گاڑیاں کھڑی ہوتی ہیں۔ جب ان کے پاس گیس نہیں تھی تو انہوں نے اتنے connections کیوں دیئے؟

(آگے T02)

T02-27JAN2012..........FANI\ED(Mohsin Zaidi)....................10.40AM..........................UR12

جناب چیئرمین: ایک منٹ ٹھہر جائیے۔ پہلے یہ تو دیکھ لیں کہ وزیر صاحب موجود ہیں۔ کہاں ہیں وزیر صاحب۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: میں نے ابھی صبح بھی رابطہ کیا ہے۔ وزیر صاحب انڈیا گئے ہوئے تھے ابھی واپس نہیں آئے پھر سیکرٹری سے بھی میری بات ہوئی. he is on the way.

جناب چیئرمین: اچھا ابھی آرہے ہیں. he is on the way. ابھی ان کا wait کریں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! گزارش یہ ہے کہ He is not here sir, he is on the way to Pakistan.

Mr. Chairman: He is on the way to Pakistan. I thought he is on the way from his House.

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: نہیں جی وہ جہاز میں ہیں اس لیے وہ حاضر نہیں ہیں اور انڈیا گئے ہوئے تھے۔

جناب چیئرمین: اس کو defer کردیتے ہیں Minister has gone to India. Next question اس کا reply نہیں آیا ہے یہ بھی deferred ہوگیا۔ اس کے بعد بیگم صاحبہ آپ کا ایک اور سوال ہے۔ آپ کا سوال نمبر ۱۱۱ تو deferred کردیا ہے۔ آپ ۱۱۲ کر لیجئیے۔

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: سوال نمبر ۱۱۲

Mr. Chairman: Any supplementary please.

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: میرا یہ سوال سرکاری رہائشگاہوں کے متعلق ہے میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ سرکاری رہائش گاہوں میں سترہ گریڈ کی کیٹیگری میں انیس گریڈ والے بیٹھے ہوئے ہیں اور جو سترہ اور اٹھارہ گریڈ کے لوگ ہیں وہ دھکے کھا رہے ہیں کیونکہ وہ اپنے ہی رشتہ داروں کو قبضہ دے جاتے ہیں اور مسئلہ بنتا ہے۔ میں کہتی ہوں کہ آپ اس کی ضرور انکوائری کروائیں کہ کیوں اس طرح پشت در پشت مل رہے ہیں۔ کسی کے داماد کی وجہ سے مل رہا ہے، کسی کے بیٹے کی وجہ سے مل رہا ہے جو کہ اس میرٹ پر ہی نہیں آتے۔ جو لوگ بیس بیس سال سے بغیر مکان کے بیٹھے ہیں ان کا کیا قصور ہے۔ میں کہتی ہوں کہ یہ رہائش گاہیں ان لوگوں کو ملنی چاہیں جن کا حق ہے۔ یہ پشت

درپشت الاٹمنٹ کا سلسلہ بند ہونا چاہیے۔ یہ سرکاری رہائش گاہ ہے اور اس پر سب کا حق ہے یہ لوگ اپنی کوٹھیاں سمجھ کر مل ملا کر ایسا کرتے ہیں تو اس کی انکوائری ہونی چاہیے۔

**جناب چیئرمین:** آپ کا موقف آگیا ہے اب جواب سن لیں۔ جی پیرزادہ صاحب۔

**جناب ریاض حسین پیرزادہ:** محترمہ نجمہ حمید صاحبہ میرے ساتھ پنجاب میں وزیر بھی رہی ہیں اور وہ ہمیشہ سے عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کوششیں کرتی رہتی ہیں۔ یہ سچ ہے کہ بعض allotments وہ according to the merit نہیں ہوئیں اور اس میں کچھ quotas ایسے بھی شامل کردیئے گئے جن کا وقت کے ساتھ ساتھ مختلف حکومتوں میں ، اس حکومت میں نہیں ، اس حکومت کے دور میں تو سپریم کورٹ نے ساری انکوائری اپنے پاس لے لی ہے it is sub–judice لیکن پہلی حکومتوں میں یہ سب ہوا ہے اور اس میں صحافیوں کا کوٹا نہیں تھا تو صحافیوں کو بھی بے تحاشا الاٹ ہوگئے۔ اصل حق سرکاری ملازم کا ہے اور اس کو بے تحاشا نظر انداز کیا گیا ہے اس کے لیے سپریم کورٹ میں کیس ہے اور اس میں اب فیصلہ ہو جائے گا اور یہ ضروری ہے کہ جو لوگ اس طرح کی allotments لے کر بیٹھے ہیں تو یہ حکومت کا فرض بھی بنتا ہے اور یہ سرکاری ملازم کا حق بھی ہے ۔ بعض اوقات جو سرکاری افسر ریٹائرڈ ہو جاتے ہیں وہ بھی اپنی obligation پوری نہیں کرتے کہ وہ مکان محکمے کو handover کردیں۔ وہ بھی آگے اپنے چچا، تایا ، ماموں اور جو بھی سفارش ہو ان کو handover کردیتے ہیں اور ان کو وہاں سے dislodge کرنا محکمے کے لیے بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ پھر Courts آجاتی ہیں اور stay orders ہیں اس میں صرف حکومت کا دخل نہیں ہے، اس میں عدالتوں کا زیادہ دخل ہے because stay order majority کے پاس ہیں۔ سپریم کورٹ نے اب اس پر notice لیا ہوا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ merit follow کیا جائے اور ابھی کوئی بھی allotment, Minister or Ministry نہیں کرسکتی۔

**جناب چیئرمین:** دیکھیں جو رہائش گاہیں حکومت کی ہیں اور جو لوگ حکومت کے ملازم نہیں ہیں ان کی آپ ایک list بنائیے کہ وہ کیسے قبضے کے اندر ہیں۔آپ ذرا home work کریں۔ ایک سرکاری ملازم ہے اس کو out of turn or within turn مل جائے یہ الگ چیز ہے۔ایک شخص جو سرکاری ملازم ہی نہیں ہے اور وہ قبضہ کرکے بیٹھا ہوا ہے اور اس کو stay order کیسے ملا ہوا ہے۔آپ ہمیں اس کی list بنا کر دیجیئے۔

ریاض حسین پیرزادہ: جناب چیئرمین! یہ بات چیئرمین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نے بھی کی تھی اور محکمے کو instructions دی تھیں کہ یہ جو category ہے اس کو dislodge کیا جائے لیکن آپ کو پتا ہے کہ یہ مل ملا کر ہوا ہے۔ اگر آپ اس پر کمیٹی بنا دیں تو وہ یہ دیکھ لے اور رپورٹ پیش کر دے۔

جناب چیئرمین: ہمارے سینیٹ کی ہاؤسنگ کمیٹی ہے۔

ریاض حسین پیرزادہ: یہ دیکھنا ضروری ہے اور ان گھروں میں 55% ایسے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جو authorize نہیں ہیں۔ آپ کا اور ہمارے سینیٹ کے ممبران کا کہنا بجا ہے۔ سرکاری ملازم جس کا حق ہے اس کو ملنا چاہیے لیکن ان کو نہیں مل رہا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ This matter concerning to............ کیوں بخاری صاحب آپ کیا کہتے ہیں۔ میں آپ سے بھی مشورہ کر لوں۔ جی۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! یہ صحیح ہے جو آپ فرما رہے ہیں۔ میں ایک اور بات کہنا چاہتا ہوں کہ کچھ دو سو کے قریب G-6 Sector apartments آبپارہ میں پچھلے چودہ سال سے بنے پڑے ہیں اور وہ illegal occupants کے پاس ہیں۔ حکومت کا اس پر بلین روپے کا خرچا ہوا ہے اور یہ valuable property ہے اور illegal trespasser وہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں نہ سی ڈی اے اس کی ذمہ داری لے رہا ہے اور Housing Ministry لے رہی ہے اس مسئلے کو بھی کمیٹی میں لے جائیں۔ دو سو گھرانے آسانی سے وہاں پر accommodate ہو سکتے ہیں اور جو آج در بدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ یہ مسئلہ اور ساتھ ہی وہ مسئلہ دونوں کو کمیٹی کو refer کیا جائے۔

Mr. Chairman: The matter with regard to the illegal occupants who are not in the employment of the government, but are in occupation of the government houses. The matter is referred to the concerned Standing Committee and to report within one month to this House.

دوسرا کون سا مسئلہ ہے بخاری صاحب۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جی سیکس کے دو سو کوارٹروں کا ہے۔

Mr. Chairman: Complete list be made and the list be submitted to the House for further action. Yes.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Two hundred apartments constructed 15 years ago, in Sector G-6, Aabpara.

Mr. Chairman: Two hundred apartments constructed In Aabpara, G-6.

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: یہ سارے غیر قانونی طور پر قابضین کے پاس ہیں۔ نہ سی ڈی اے اور نہ ہی وزارت تعمیرات ان کو handover کر رہی ہے اور قوم کا سارا پیسا وہاں پر ضائع ہو رہا ہے۔

Mr. Chairman: This matter is also referred to the concerned Standing Committee and to report within one month to this House. Thank you.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Thank you sir.

جناب چیئرمین: جی زاہد خان صاحب آپ کا سوال ہے۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! آپ نے مسئلے کے حل کے لیے کافی توجہ دی ہے۔ میرا یہ سوال ہے کہ اگر یہ کمیٹی میں چلا جائے گا تو پھر کمیٹی وزارت کو اپنی recommendations بھیجتی ہے۔ آج کل ہماری سفارشات تو ایسی ہیں کہ ان کا جواب بھی نہیں آتا۔

جناب چیئرمین: آپ بے بس نہ ہوں، آپ اپنی بے بسی مت ظاہر کریں The matter has been referred to the Committee اس کا جواب آنے دیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: اگر آپ action لیں گے تو ہم بے بس نہیں ہوں گے۔ جس طریقے سے آج آپ نے action لیا ہے اور آگے بھی ایسے ہی ہو تو ہمیں کوئی پریشانی نہیں ہے۔ یہ وزراء صاحبان تو پھر ٹھیک کام کریں گے۔

جناب چیئرمین: انشاء اللہ ایسے ہی ہوگا۔ آپ فکر نہ کریں۔ ڈاکٹر سعیدہ آپ کا بھی سوال ہے۔ جی۔

سینیٹر سعیدہ اقبال: میں بحثیت ممبر ہاؤسنگ کمیٹی یہ بتانا چاہتی ہوں کہ ان دونوں issues کو ہم نے take up کیا ہے۔ میری ایک Sub-committee بھی تھی illegal occupations والی اس میں ہم نے وزارت کو سفارشات دی ہیں مگر پہلے جو وزیر صاحب تھے وہ تو اس پر ہر گز action لینے کے لیے تیار نہیں تھے۔ مخدوم صاحب نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس پر عمل کریں گے۔

جناب چیئرمین: ایک مہینے میں مکمل رپورٹ آجائے گی۔ میں نے کہا ہے کہ وہ رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے اور House will look into it. Next question Col. Mushhadi *Sahib*. آپ سوال نمبر پڑھ لیجیئے۔

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Qustion No.113.

Mr. Chairman: Any supplementary please?

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, I would like to ask the Honourable Minister that why there is a great disparity in the number of people to be employed by this Ministry from the Province of Sindh. Why does the province of Sindh continue to receive the step-motherly treatment, why has the justice not done with province of Sindh in the employment in the Federal Capital. Thank you.

Mr. Chairman: Yes Minister-Incharge Prime Minister Secretariat.

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب والا، گزارش یہ ہے کہ یہ exact position کو conceal کیا کہ اس میں short fall ہے اور یہ total strength of PM Secretariat employees is 486 کی I have taken the details from them and out of that sir Grade-1 and 2 locals ہیں they are 82 people. جو allocation of quota for provinces that is from Grade-3 to 15 وہ جو خود recruitment کرتے ہیں۔ Grade 17 and above is recruited by Federal Public Service Commission وہ اس کے ذریعے ہوتا ہے۔ وزیراعظم سیکرٹریٹ صرف گریڈ تین

سے پندرہ تک صوبائی کوٹا observe کرتا ہے اور اس میں ابھی تک جو 13 total shortfall that is کیونکہ بھرتیوں پر پابندی تھی۔ ابھی وہ پابندی ختم ہو گئی ہے اور جونہی ban lift کے بعد advertisement آئے گی اور یہ Shortfall پورا کر دیا جائے گا۔

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر صفدر عباسی۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: میں قائد ایوان سے پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے جواب میں یہ لکھا ہے۔ پہلے تو انہوں نے خود ہی بتا دیا کہ ۱۳ آسامیاں خالی ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ next phase of recruitment تو میں specific پوچھنا چاہوں گا کہ یہ next phase of recruitment کب ہو گی۔

جناب چیئرمین: جی بخاری صاحب۔

آگے جاری-------------------T03

T03-27Jan2012 ER5/Rafaqat Waheed/Ed: A. Rauf 10:50 am

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! گزارش یہ ہے کہ 2008-09 کے بعد پابندی تھی اور نئی recruitment نہیں ہوئی۔ ابھی حال ہی میں پرائم منسٹر صاحب نے تمام محکموں سے پابندی lift کرنے کے احکامات جاری کیے ہیں۔ اس policy پر implementation بہت جلدی ہو گی کہ صوبہ سندھ کا بلکہ باقی صوبوں کا بھی shortfall پورا کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین: یہ پالیسی notify ہو گئی ہے؟

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: It was announced by the P.M.

جناب چیئرمین: تو آپ اخبار کی cutting دے دیں۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: I don't have a policy right now but this has been conveyed that ban is being lift.

Mr. Chairman: Please get the policy; that is important.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: We will get that policy.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب! میں نے ان سے یہ پوچھا تھا کہ کب؟ اگر آج جواب نہیں دے سکتے تو مہربانی فرما کر اگلے سیشن میں دے دیں۔ کوئی specific بات کریں، پالیسی تو پتا نہیں کب آئے گی۔

Mr. Chairman: Let us have a copy of the policy, what does the policy state, what are the terms and conditions.

کوئی statement دینے سے پہلے بخاری صاحب! ذرا پالیسی کی کاپی لے لیجیے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! بالکل درست ہے، پالیسی کی کاپی بھی لے لیں گے۔ گزارش یہ ہے کہ ban صرف پرائم منسٹر سیکرٹریٹ کے لیے نہیں تھا، ساری employments پر ban تھا اور وہ ban lifting تمام departments کے لیے ہے۔ میں نے یہ کہا کہ میں وہ پالیسی آپ کے سامنے لے آؤں گا اور اس کے بعد بہت جلد recruitment ہوجائے گی۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب! کب تک کریں گے، یہ بھی بتادیں۔

جناب چیئرمین: جیسے آپ نے request کی ہے، اس question کو defer کردیتے ہیں۔ Let the policy come. On the next rota day یہ سوال پھر آجائے گا۔ اگلا سوال، کرنل مشہدی صاحب۔

Question No.114

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: The people of Pakistan long lost their confidence in WAPDA, I would like to ask the honourable Minister that when these Bhasha, Munda, Kurram Tangi Dams and other smaller dams, which WAPDA is supposed to be looking into, will be materialized and completed so that the huge quantity of water which goes back into the sea is saved and used for the people of Pakistan? Could he give some specific dates?

Syed Naveed Qamar (Federal Minister for Water and Power): Sir, I thought the specific dates' days were over after Raja Pervez Ashraf left.

I can give an overall date plan without giving a specific date e.g. Bhasha Dam is to be constructed in a seven years period. The work has already started for which the people who will be displaced have been paid and some more will be paid in the coming financial year. The land has been acquired for the colony, the building and the road and so on. So, the work has started in earnest and that is obviously the flagship project of Pakistan. So, the ground-breaking was done by the Prime Minister earlier in the previous year.

As far as Kurram Tangi Dam is concerned, again there has been a significant work. Some of the money was allocated for the displaced people and they were released the money last week by the Planning Commission and some more money will be released in the coming financial year. Hopefully, there will be financing from the USAID who have indicated their willingness to assist us in this programme, we should insha-Allah be able to complete this project in three years time.

The Munda Dam is another very significant dam and especially a flood control dam. The work has just started and the process of appointing a consultant, hoping by next week, is under way, so that we can start doing the initial engineering design and the surveys and then we will start that work.

So, all these three projects are actively being pursued by WAPDA and they will insha-Allah work in due course of time.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اگلا سوال، حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: میرا بھی وہی سوال ہے جو کرنل صاحب نے کیا تھا۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ان کی 'بروقت تکمیل شامل ہے'۔ 'بروقت' سے مراد کیا ہے کیونکہ میں ان چار ڈیموں کے بارے میں کم از کم دو عشروں سے سن رہا ہوں کہ بن رہے ہیں۔ کرم تنگی، منڈا، گومل زام، بھاشا یہ سب اس میں شامل ہیں۔ 'بروقت' سے کیا مراد ہے؟

دوسری بات کہ آپ نے پانی کے ضائع ہونے کی بات لکھی ہے اور کوٹری سے نیچے ضائع شدہ پانی کی تفصیل بتائی ہے۔ 1991 کے agreement کے مطابق MAF 10 پانی کی سمندر کو ضرورت ہے۔ یہ پانی ضائع نہیں ہوتا کیونکہ اس پانی کی کمی کی وجہ سے بدین تک کا علاقہ کھاری ہوگیا ہے۔ اگر منسٹر صاحب خود کہتے ہیں کہ یہ ضائع ہورہا ہے تو یہ اس مافیا کو support کررہے ہیں جو کہ مسلسل یہ کہہ رہا ہے کہ ہمارا پانی فالتو ہے اور سمندر میں ضائع ہورہا ہے۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سید نوید قمر: پہلی چیز تو یہ ہے کہ میں اس پانی کو بالکل ضائع نہیں کہتا بلکہ میں کرنل صاحب کے سوال کے جواب میں بھی یہی کہنا چاہ رہا تھا کہ یہ پانی ضائع نہیں ہوتا۔ Escape below Kotri does not mean کہ پانی ضائع ہورہا ہے۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں اردو میں جو translation کی گئی ہے، اس میں غلطی ہے۔

Syed Naveed Qamar: But that is not what is written in the answers in front of us.

جناب چیئرمین: انگلش میں different ہے، اردو میں translation میں غلطی ہوئی ہے۔

Syed Naveed Qamar: Exactly, just to supplement what the honourable Senator has said. Now this water is vital and is required for our ecological system to go and reach the sea. That is why under the 1991 accord also, it was decided that there would be a study carried out to see exactly how much water is required to be sent downstream Kotri for this very reason. Sir, their assessment was that about 8.6 Million Acre Feet annually is essentially required. Once in five years, there should be flushing which means a total of 25 MAF have to come in even if it does not come in any one particular year. Further more, an escape of about 5,000 cusecs per day is also essential and this has to be managed within the water availability with IRSA.

As far as this issue is concerned, I have already given some of the details. In all the cases mentioned over here, the work has actually started, the consultants have been

appointed, the designing in some cases has taken place and others is taking place, so we are very serious about these projects.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ زاہد صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! میرا بھی اسی سلسلے میں سوال ہے۔ حاجی عدیل صاحب نے جو سوال پوچھا منسٹر صاحب نے اس کا جواب نہیں دیا، اس لیے میں دوبارہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ منڈا ڈیم کی engineering کا completion کب ہے کیونکہ اس کے بعد بھی اس پر پانچ سال لگیں گے جو flood کے لیے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔

جناب! کرم تنگی کی بات کی گئی، یہ کہتے ہیں کہ مارچ یا اپریل میں اس پر کام شروع ہوگا۔ اس کی completion date بھی بتادیجیے؟ میرے خیال میں اس منصوبے پر کام شروع اس لیے نہیں ہوسکے گا کہ دو بلین روپے land acquisition کے لیے چاہییں جبکہ ابھی ان کے پاس صرف 100 ملین ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ آپ کیسے مارچ یا اپریل میں کام شروع کریں گے؟ آپ کے پاس پیسے ہی نہیں تو لوگ کیسے اپنی زمینوں میں آپ کو جانے دیں گے کہ اس منصوبے پر کام شروع کریں؟

میرا تیسرا سوال یہ ہے کہ-------

جناب چیئرمین: بس دو سوال ہوگئے، کافی ہیں۔ میں اتنے سوالات کی اجازت نہیں دے سکتا۔ یہ rules کی خلاف ورزی ہے۔ جی منسٹر صاحب۔

سید نوید قمر: جناب! پہلی بات یہ ہے کہ کرم تنگی کی جتنی معلومات honourable Senator sahib کے پاس ہیں، اتنی میرے پاس بھی شاید نہ ہوں۔

He has been following it up and he has been holding meetings on this. To that extent it is correct that the entire compensation for displaced people will not be possible from the amount that has been kept in the budget for this year. He has suggested reappropriation; we will see if that is possible within this financial year, we will do it through that process. If not, then certainly, we will do that as soon as the next financial year starts. We will

have enough money to complete that process within a short period of time and then in earnest the other things can start.

As far as the Gomal Zam Dam is concerned, the filling of the pond has already taken place. To that extent, it is complete but a lot of water-ways have to be built, that have to come out of it for irrigation purposes.

(To be continued…….T04)

T4-27-01-2012 ER/4/Bhatti/ED: Altaf Sh. 11:00 A.M.

Syed Naveed Qamar (Federal Minister for Water & Power): (Continue T-3) There are still a lot of waterways that have to come of it for irrigation purposes which have to be built. So, it depends on how do you perceive this whether it's complete or not. On the issue of Munda Dam, as I said in my earlier answer also *Insha Allah* we hope that within the next week or so the selection of the consultant would take place and then we can start quickly on this project.

Mr. Chairman: Dr. Safdar Abbasi.

سینیٹر صفدر علی عباسی: جناب چیئرمین! میرا پہلا سوال تو وہی تھا جس کا نوید صاحب نے جواب دیا ہے کہ تقریباً in every year 08 million acre feet is required تاکہ وہاں پر پلا مچھلی اور جو erosion ہو رہی ہے، اس کو روکا جا سکے۔ جناب والا! یہ problem 2010 اٹھا ہے جب تقریباً 50 million acre feet پانی گیا اور unprecedented rain falls ہوئیں اور شاید اب اس وجہ سے توجہ dams پر زیادہ آگئی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ گزشتہ تین چار سالوں کے دوران ایک concept جسے پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے discuss کیا اور اس پر صدر زرداری صاحب نے بھی کافی زور دیا کہ سندھ میں local small dams, اس پر کتنی پیش رفت ہوئی ہے؟ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ گزشتہ چار سالوں میں ہم کوئی منصوبہ initiate نہیں کر سکے۔ میں نوید صاحب سے اس بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب یہ سندھ میں چھوٹے ڈیموں کی storage capacity زیادہ کر رہے ہیں تو اس وقت وہاں کیا صورت حال ہے اور وہاں ان کے کون کون سے منصوبے ہیں؟

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی وزیر صاحب۔

Syed Naveed Qamar: Sir, essentially there were four small dams that were to be built by WAPDA, others even smaller ones to be built by the respective provincial government and there were number of dams in Balochistan and Sindh, but the one that suppose to be built by WAPDA was a Drawat Dam and for which some of the initial work has started but due to financial constraints they are not reached the point at which we would desire it to be, but certainly we are perusing it and would try to complete in the earlier possible period.

جناب چیئرمین: مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے کہا ہے کہ WAPDA is also undertaking construction of small and medium dams in all the four provinces. کیا وہ ان کے نام اور کوئی تفصیلات دے سکتے ہیں؟

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب! اگر اس وقت آپ کے پاس تفصیلات ہیں تو بتا دیں۔

سید نوید قمر: جناب چیئرمین! میں نے جیسے گزارش کی کہ small dams میں بھی جو relatively significant ہیں، ان میں وِنڈر ڈیم، نولانگ ڈیم، دراوٹ ڈیم at least these three I can name of and there is Ghabir Dam and Naigaj Dam also, I can provide the details.

جناب چیئرمین: آپ یہ تفصیلات مندوخیل صاحب کو دے دیجیے گا۔ جی حافظ رشید صاحب۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین! جواب میں بتایا گیا ہے کہ واپڈا چاروں صوبوں میں چھوٹے اور درمیانے درجے کے کئے ڈیموں کی تعمیر کا کام شروع کر رہا ہے۔ میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ واپڈا فاٹا میں ڈیم بنانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

جناب چیئرمین: وزیر پانی و بجلی۔

سید نوید قمر: جناب والا! جواب میں دیکھیں تو پہلے ہی صفحے پر منڈا ڈیم اور کرم تنگی ڈیم، یہ FATA in some ways کو border کرتے ہیں تو in the sense they are part of it even though they go into the settled areas also. Specifically, جہاں پانی ہو گا ہم وہاں ڈیم بنا سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی ڈار صاحب۔

Senator Mohammad Ishaq Dar: Sir, will the honourable Minister tell us that what is the current status of Nandipur Project? There is any planning of Chichoon Ki Malian to start? There is a tussle and misunderstanding with the legal and the finance people.
جناب والا! اس میں civil structure کھڑا ہے، مشینری ڈیڑھ سال سے port پر پڑی ہوئی ہے اور ان کا 80 damages claim million dollar کا ہے۔ What sort of management we have?

Syed Naveed Qamar: Sir, there were problems in Nandipur Project as you know and the honourable Member's party has taken that issue in the Supreme Court also.

جناب چیئرمین: یہ آصف صاحب لے کر گئے ہیں؟

Syed Naveed Qamar: I think the commission has already almost finished its work on this issue, but leaving that aside the Nandipur project has moved on because mainly it was the banks who wanted a clearance from the Ministry of Law, which was impeding the movement on this project. Since the Federal Cabinet approved that process and we have moved on. While the contractors in the process of negotiating the new situation with the generation companies *Insha Allah* we will be proceeding very fast on this project.

Mr. Chairman: Next Question No. 115 of Tahir Hussain Mashhadi Sahib.

Q. No. 115

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Col (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, the honourable Minister is well aware of the high rental prices in Islamabad and the way they are rising in every six

months almost. How does he expect the honest, hardworking civil servant to be able to get a respectable house or even a quarter at the present prevailing rates of house rent? What steps he is taking to ensure that this house rent ceiling is raised? So that جو بیچارے کم آمدنی والے ملازمین کم از کم ایک respectable گھر کرائے پر لے سکیں۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ (وزیر برائے پیشہ وارانہ تعلیم و تکنیکی تربیت): جناب چیئرمین! ملازمین کے اس مسئلے کو دیکھتے ہوئے ہر تین سال بعد ceiling 25% increase کر دی جاتی ہے۔ نئے rates کے مطابق revision of rental ceiling for hiring residential accommodation at six specified stations i.e,. Islamabad, Rawalpindi, Lahore, Quetta, Karachi and Peshawer, اس میں accordingly سارا programme دیا گیا ہے کہ ہر تین سال بعد کیسے کرائے بڑھائے جائیں گے۔ Hiring of private residence کے لیے اگر کوئی سرکاری ملازم accommodation لے گا تو Rule 8 and 9 کے تحت اس کو بھی increase دی جاتی ہے اور پھر ملازمین کی مشکلات کو دیکھتے ہوئے کمیٹی اسے time to time enhance بھی کر سکتی ہے لیکن اس میں proposal was sent to Finance Division for 88% increase in rents but Finance Division permits to examine the case on eve of new year, the rental ceiling have now been increased w.e.f. 01-07-2011. اس کے لیے 88% increase کرنے کا کہا گیا تھا لیکن ملک کی موجودہ صورت حال کے پیش نظر 25% کا اضافہ کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: جی حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: شکریہ جناب چیئرمین! میں محترم وزیر صاحب سے معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا ان کے علم میں ہے کہ جو سرکاری کوارٹرز دیے گئے ہیں تو G-8, Islamabad میں بعض لوگوں نے اپنے کوارٹروں کے آس پاس اضافی کمرے بنائے ہوئے ہیں اور پھر انہیں کرائے پر دیا ہوا ہے۔ اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

جناب چیئرمین: وزیر صاحب۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ: جناب چیئرمین! معزز ممبر چونکہ اسلام آباد میں رہتے ہیں اور سیاستدان کی نظر ہر طرف ہوتی ہے۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے کہا تھا کہ وہ سیاستدان ہی کیا جو ارد گرد کی پھوٹنے والی کونپلوں کی وجہ معلوم نہ کرسکے کہ اس کو پانی کون دے رہا اور بیج کون ڈال رہا ہے؟ یہاں پر جتنے بھی سوالات یا remarks آتے ہیں، یہ well observed by the members ہوتے ہیں and the honourable Senator which he has identified تو یہ عام دیکھنے میں آیا ہے کہ وہاں پر illegal constructions ہیں لیکن یہ مسائل پچھلی حکومتوں میں اس محکمے میں out of turn, صوابدیدی اختیارات اور تمام خرابیاں جن کا اب notice لیا گیا ہے اور سپریم کورٹ بھی اس کو curtail کر رہی ہے، حکومت بھی curtail کر رہی ہے۔ بے شک یہ اس کمیٹی کو دے دیتے ہیں اور وہ اس کو study کرلیں۔ لوگوں نے وہاں پر واقعی دیواریں بنائی ہوئی ہیں، وہاں پر نیچے کوئی جنازہ بھی نہیں رکھ سکتا، انہوں نے گھروں کو اتنا تنگ کر دیا ہے۔ ایک system کے تحت CDA کو یہ خالی کروانا چاہیے تھا لیکن یہاں پر چونکہ دو تین محکمے مل جاتے ہیں، کہیں Housing کا محکمہ آجاتا ہے، کہیں CDA آجاتی ہے اور کہیں ICT والے آجاتے ہیں تو پھر یہ اسلام آباد میں سارے کا سارا معاملہ troika کے درمیان ماورائے قانون کام ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، جیسے آپ نے فرمایا کہ جو illegal construction around the government houses ہوئی ہے اور جس کی طرف حاجی عدیل صاحب نے نشاندہی کرائی، اس matter کو concerned Standing Committee کو refer کیا جاتا ہے اور ایک مہینے میں اس کی report دی جائے تا کہ اس پر action لیا جائے۔ جی زاہد صاحب۔

(جاری------T5)

T05–27Jan2012 Ashraf/Ed.Zafar Er.3 1110

**جناب چیئرمین:** جیسے آپ نے فرمایا جو illegal construction around the government Houses ہوئی ہے اور جس کی حاجی عدیل صاحب نے نشان دھی کرائی ہے، یہ matter بھی concerned Standing Committee کو refer کیا جاتا ہے۔ ایک مہینے کے اندر اس کی رپورٹ دی جائے تا کہ اس پر action لیا جائے۔ جی زاہد صاحب۔

**سینیٹر محمد زاہد خان:** شکریہ چیئرمین صاحب۔ میں honourable Minister *sahib* سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انچارج وزیر صاحب کا نام تو یہاں پر مخدوم فیصل صالح صاحب کا لکھا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: سوال کیجئے ناں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کبھی وہ یہاں آ تو جائیں کہ کرنا کیا چاہتے ہیں۔ میرا خیال ہے سال سے ہم نے اس بندے کو دیکھا ہی نہیں ہے۔ سنا یہ بھی ہے کہ وہ سپریم کورٹ میں بھی گئے ہوئے ہیں۔ یہ کیسی حکومت ہے۔ پھر یہی ہو گا کہ تین قصابوں میں بیل مردار ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: نہیں، یہ اٹھارھویں ترمیم کی خلاف ورزی نہیں ہو رہی۔ سوال کیجئے آپ۔

سینیٹر محمد زاہد خان: یہ کہہ رہے ہیں کہ illegal ہے اور illegal کے بعد بھی یہ کوئی action نہیں لے سکتے۔

جناب چیئرمین: پیرزادہ صاحب! مخدوم صاحب سے کہیے گا کہ آجائیں۔ زاہد صاحب ان کی شکل دیکھنا چاہ رہے ہیں۔ شکریہ بہت بہت۔

جناب ریاض حسین پیرزادہ: مخدوم صاحب سجادہ نشین بھی ہیں۔ سال میں ایک دفعہ ان کا درشن ان کے لیے کافی ہونا چاہیے۔ میں ان کی خدمت میں عرض کر دوں گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ بہت بہت، Question No.116, 117 and 118 طلحہ محمود صاحب، جنہوں نے یہ سوالات کیے ہیں وہ خود بھی موجود نہیں ہیں اور Minister Dr. Asim Hussain Sahib انڈیا سے واپس نہیں آئے ہیں۔ اس لیے ان تینوں سوالات کو defer کیا جاتا ہے

for the next rota day. Next question, Dr. Safdar Ali Abbasi Sahib.

Senator Dr. Safdar Ali Abbasi: Sir, Question No.119.

(Q.No.119)

Mr. Chairman: Dr. Sahib, any supplementary please.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب! پیرزادہ صاحب غالباً مخدوم صاحب کی جگہ پر officiate کر رہے ہیں۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اگر یہ جواب دیکھیں، بی پارٹ میں لکھا ہے اور انہوں نے Prime Minister Secretariat کو بھیجا ہے، –G

12 میں غالباً پلاٹ available نہیں تھے تو انہوں نے اس کے in lieu F-13 and F-14 کو بھیجا ہے اور response یہ ہے کہ still awaited. انہوں نے پی ایم سیکرٹریٹ کو کب لکھا، نمبر ایک اور دوسرا انہوں نے بارہ کھو سکیم کے بارے میں یہ کہا ہے کہ serious irregularities have been found after detailed enquiry and the case has been sent to NAB. تو کیا یہ serious irregularities ہم سے share کرنا پسند کریں گے؟ یہ دو سوال ہیں جناب۔

جناب چیئرمین: جی جناب، عباسی صاحب ایک سوال کی اجازت ہے رول کے مطابق، مگر آپ نے دو سوال کر دیئے۔

جناب ریاض حسین پیرزادہ: شکریہ جناب چیئرمین، معزز ممبر نے F-12 کی scheme کے بارے میں پوچھا ہے۔ یہ سمری 6-7-2005 کو پی ایم صاحب کو بھیجی گئی تھی اور انہوں نے approve کی تھی لیکن CDA will allocate the full sector measuring 730 kanals for Federal government employees on ownership basis. سی ڈی اے is responsible for development work in this sector as construction of roads, اس سیکٹر میں sewerage and water supply and commercial areas کا کام انہوں نے روکا ہوا ہے کیونکہ ان کا auction کیا جائے گا۔ اس کی summary اسی تاریخ کو وزیراعظم صاحب کو put up کر دی گئی تھی۔ ابھی اس کا جواب نہیں آیا کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ کچھ Supreme Court cases میں چلے گئے ہیں جیسے بارہ کھو کی تین ہزار کنال زمین zone-4 میں government employees کے لیے مختص کی تھی لیکن اس کے lay out plan میں issuance of NOC ابھی تک نہیں ہوا اور ابھی انتظار ہے کہ ان کو این او سی ملے اور اس کے مطابق وہ کام کریں لیکن On a Newspaper report, Supreme Court of Pakistan took suo moto notice in June, 2009 and the matter is still under consideration before the Supreme Court اس میں کیونکہ کافی شور ہوا تھا کہ غلط کام ہوا ہے اور اس میں کافی لوگ involved ہیں۔ Housing Ministry کے Additional Secretary اعوان صاحب نے اس بارہ کھو والے کیس میں یہ special enquiry conduct کی تھی۔ اس میں gross misconduct ministry نے خود detect کیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے رپورٹ کی اور پھر سپریم کورٹ نے بھی suo moto action لے لیا۔ اس لیے یہ پڑی ہوئی ہے۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: I have an observation on it.

جناب چیئرمین: جی، جی بخاری صاحب۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: گزارش یہ ہے کہ اسلام آباد میں زونز کے بارے میں ایک پالیسی ہے کہ کونسا area agro farms کے لیے ہے اور کونسا housing societies کے لیے ہے. Zone-4 is meant for agro farms and جب ministry نے housing کے بارے میں زوننگ پالیسی دی تو وہ سی ڈی اے نے change نہیں کی۔ Why did they purchase 300 kanals over there? What was the reason? میں سمجھتا ہوں this matter should be enquired into it. جہاں پر گھر بنانے کی اجازت نہیں ہے وہاں پر agro farms کے لیے کم از کم بیس کنال کا رقبہ ہو تب یہ agro farm بنتا تھا۔ یہ سی ڈی اے کی پالیسی تھی۔ دیکھیں جی یہ purchase کی اور اگر آپ نے subsequently permission لی ہے، جب قانون ہی exist نہیں کرتا، policy exist نہیں کرتی تو تین ہزار کنال Housing Foundation نے کیسے لے لی؟

جناب چیئرمین: میں نے اخبار میں پڑھا تھا کہ آپ بھی سی ڈی اے کی کمیٹی میں ہیں۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, I am not in that committee.

جناب چیئرمین: کون کون ہے اس کمیٹی میں، I have read it from the newspaper.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: I have got nothing to do with the CDA committee but this is an irregularity.

Mr. Chairman: Let us know it from the Minister.

Mr. Riaz Hussain Pirzada: Sir, Leader of the House is concerned about because یہ بھی اسی زون فور میں رہتے ہیں پھر انہوں نے بیس کنال کی پالیسی کو چار کنال میں تبدیل کر دیا and in Bara Kahu and around illegal occupants کی وجہ سے آبادیاں بڑھتی گئیں اور وہاں پر گھر بنتے گئے۔ اس لیے بعد میں اس کو چار کنال میں تبدیل کر دیا لیکن یہ Leader of the House کی صحیح observation ہے۔

جناب چیئرمین: تو اس کو کمیٹی میں بھیج دیتے ہیں۔

This matter is also referred to the concerned Standing Committee for report.

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! میرا concern change کرنے پر نہیں ہے۔ میرا concern اس پر ہے کہ جب ایک چیز کی اجازت نہیں تھی تو Housing ministry or Foundation نے وہاں پر یہ زمین خریدنی شروع کیوں کی یا یہ agreement کیوں کیا؟ That was illegal.

جناب چیئرمین: بخاری صاحب نے جو observation دی ہے ہیں اس مسئلے کو بھی concerned Standing Committee کو refer کر دیتے ہیں

for report within one month and then action on it according to law and rules.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: کیوں خریدنے کا جواب تو آگیا ہے because they had planned to reduce it from 20 kanal to four kanal after buying the land. وہ تو انہوں نے change کر دیا۔

Mr. Chairman: Next Question Dr. Safdar Ali Abbasi Sahib.

Senator Dr. Safdar Ali Abbasi: Sir Question No.120.

جناب چیئرمین: ایک منٹ، پیرزادہ صاحب کا کوئی point اس میں ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: جناب بہت مہربانی، بارہ کھو والی زمین کیوں خریدی گئی؟ میں نے پچھلے ہفتے اس زمین کا visit کیا تھا اور اس کی sub–committee میں، میں اور ظفر علی شاہ صاحب وغیرہ موجود ہیں۔ اس کا مسئلہ ہو رہا ہے۔ وہ زمین آج سے ڈیڑھ ہزار سال بعد بھی آباد نہیں ہوگی۔ دو کوڑیوں کی زمین ساڑھے نو لاکھ روپے کنال میں خریدی گئی۔ زمین غلط جگہ پر ہے۔ وہاں آبادی نہیں ہو سکتی۔ آدھی سے زیادہ payment ہو گئی ہے۔ مسئلہ سپریم کورٹ میں ہے اور تمام حضرات جانتے ہیں۔ یہ بالکل نہ حل ہونے والا مسئلہ ہے۔ اللہ کے لیے آپ اس میں خود توجہ دیں تاکہ ہزاروں کی تعداد میں جو غریب لوگ مکان لینے کے ارادے سے بیٹھے ہوئے ہیں ان کے لیے کوئی متبادل انتظام ہو جائے۔ وہاں میٹنگ میں اس آدمی نے کہا کہ مجھ سے سی ڈی اے نے پچیس کروڑ روپے بطور رشوت مانگے ہیں۔ میں نے کہا کہ پچیس کروڑ روپیہ، اگر آپ اس کی development اور سارا سسٹم کر دیں تو ہم آپ کو این او سی بھی لے دیں گے لیکن یہاں کوئی مکان بننے کا امکان ہی نہیں ہے۔ دس دس ہزار فٹ نیچے کون رہنے کو تیار ہوگا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ رپورٹ آئے گی تو انشاء اللہ we will look into it. جی صفدر عباسی صاحب Question number پڑھ لیجئے please.

Senator Dr. Safdar Ali Abbasi: Sir, Question No.120.

(Q.No.120)

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ یہ G14 and G-13 allotments میں 2004 میں ہوئی ہیں لیکن میرے خیال میں اب تک یہ سیکٹر develop ہی نہیں ہو سکے۔ اس کے بارے میں وزیر صاحب کچھ ارشاد فرمائیں گے کہ یہ سیکٹر کب تک develop ہو پائیں گے کیونکہ 2004 سے تو وہاں کوئی allotment نہیں ہوئی۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

آگے---T06---

T06-27Jan-2012 Er-11 Time 11.20 Mahboob Khan/Ed.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب والا! میں نے پوچھا ہے کہ سیکٹر جی ۱۳ اور جی ۱۴ کب تک develop ہوں گے کیونکہ اب تک تو وہاں پر کوئی activity نہیں نظر آرہی تو یہ سیکٹر کب تک develop ہوں گے۔

جناب ریاض حسین پیرزادہ: اس کا فی الحال انہوں نے اس میں جواب نہیں دیا۔ میں یہ پوچھ کر بتا سکتا ہوں کیونکہ زیادہ تر کام رکے ہوئے ہیں because of the CDA, ICT and Housing Foundation.

جناب چیئرمین: یہ پوچھ کر ڈاکٹر صاحب کو بتا دیجئے۔ اگلا سوال، پروفیسر خورشید احمد۔

Q.No.121.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ، جناب چیئرمین۔ میرا یہ سوال Council of Islamic Ideology کے سلسلے میں ہے اور یہ ایک constitutional obligation ہے کہ ملک میں اسلامی قانون سازی اور directive principles of state policy

کی implementation میں جو اسلامی احکام ہیں ، اسلامی تقاضے ہیں، ان کی روشنی میں وہ مرکز کو، صوبوں کو guide کرے اور یہ بھی دستور کی ذمہ داری ہے کہ اس کی report Parliament میں آنی چاہیے اور چھ مہینے کے اندر اندر پارلیمنٹ کو اس پر response دینا چاہیے۔

میں آپ کو ذرا پہلے آئین کا relevant حصہ بتا دوں تا کہ میرے سوال کی وضاحت ہو سکے۔ جناب والا! یہ Article 230 ہے۔

"to make recommendations to [Majlis−e−Shoora (Parliament)] and the Provincial Assemblies as to the ways and means of enabling and encouraging the Muslims of Pakistan to order their lives individually and collectively in all respects in accordance with the principles and concepts of Islam as enunciated in the Holy Quran and Sunnah".

جناب چیئرمین! اس کی Sub Clause 4 بھی دیکھ لیں۔

"The Islamic Council shall submit its final report within seven years of its appointment, and shall submit an annual interim report. The report, whether interim or final, shall be laid for discussion before both Houses and each Provincial Assembly within six months of its receipt, and [Majlis−e−Shoora (Parliament)] and the Assembly, after considering the report, shall enact laws in respect thereof within a period of two years of the final report".

اب جو رپورٹ آئی ہے، بڑی اہم ہے۔ اس میں اسلامی نظریاتی کونسل نے ۸۰ رپورٹیں بھیجی ہیں، جن کی فہرست موجود ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ جواب کے حصہ (b) کو آپ خاص طور پر ملاحظہ فرمائیں

(b) Sixteen annual reports including "Final Report 1996" had been laid before the Parliament alongwith subject reports on different topics, prepared by the Council till 1996. (List annexed). Twelve annual reports from (1997 to 2009 are yet to be laid before the Parliament, to which subject reports on different topics prepared by the Council after 1996 will be annexed".

اب ذرا آپ فہرست دیکھیے اتنی اہم reports ہیں۔ میں آپ کی توجہ جواب کے صفحہ نمبر 21 ,20 ,19 ,18 کی طرف دلانا چاہتا ہوں، چار صفحات پر یہ فہرست ہے۔ سالانہ رپورٹس 1997-1998, 1998-1999, 1999-2000 and so on یہ سلسلہ 2009 تک چلا آرہا ہے۔ پھر دیکھیں کہ صفحہ نمبر ۱۴ پر کتنی اہم reports ہیں۔ قوانین کی اسلامی تشکیل سلسل دوم، جلد اول، رپورٹ جائزہ مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898، رپورٹ جائزہ مجموعہ دیوانی 1908، رپورٹ اصلاح قیدیان جیل خانہ جات۔

جناب چیئرمین: اس سے پہلے یہ صفحہ ۱۸ کا شروع کا نوٹ پڑھیے، یہ بڑا interesting ہے، ایوان اس کو ذرا سنے تو سہی۔ فائنل رپورٹ (اردو انگریزی) پارلیمنٹ اور چاروں صوبائی اسمبلیوں کو پیش کرنے کے بعد صورت حال یہ ہے کہ کونسل کی رپورٹیں باقاعدہ پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کو ان کے ارکان کی تعداد کے حساب سے نہیں بھجوائی گئیں بلکہ صرف ایک ایک نسخہ پارلیمان کی لائبریریوں، چیئرمین سینیٹ، سپیکر قومی و صوبائی اسمبلی کو بھجوائے جاتے رہے ہیں۔

They have sent just one copy.

آپ کا فرمانا ہے کہ Constitutional obligation has not been fulfilled by laying before the House.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: مسئلہ چیئرمین کو دینا نہیں تھا بلکہ مسئلہ House کو lay کرنا تھا اور 1996 سے لے کر آج تک اتنی important reports جو قانون اور دوسرے معاملات سے متعلق ہیں اور جس کے بارے میں دستور نے یہ لازم کیا تھا کہ پارلیمنٹ ان reports کی روشنی میں قوانین پر نظر ثانی کرے گی۔ وہ چھ جلدوں میں ملک کے قوانین کا جائزہ ہے اور اس کے بعد مزید reports ہیں لیکن وہ آج تک پارلیمنٹ میں lay نہیں کی گئیں۔

جناب چیئرمین: ۱۹۹۷ سے لے کر آج تک lay نہیں کی گئیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: ان پر discussion تو کیا ہوتی اور قانون سازی کیا ہوتی۔ خورشید شاہ صاحب جو متعلقہ وزیر ہیں، اس کا جواب دیں۔

سید خورشید احمد شاہ: سب سے پہلے 1962 سے لے کر 1973 تک جو reports تھیں وہ lay کی گئیں۔

جناب چیئرمین: 1996 تک reports lay ہوئی ہیں، وہ خود مان رہے ہیں۔

سید خورشید احمد شاہ: 1996 کے بعد جب lay ہوئیں تو 2005 میں اس وقت کی حکومت نے اس کو وزارت قانون میں بھیجا کہ اس کو clear کرے کہ آیا یہ رپورٹیں اسمبلی کے floor پر lay کی جائیں یا اس کا کوئی procedure adopt کیا جائے تو 2006 میں وزارت قانون نے recommendation دی کہ ان کو لائبریری میں رکھا جائے اور اراکین وہاں جا کر پڑھ لیں۔ اس کے بعد پھر جب یہ issue اٹھا تو 2010 میں پھر ہم نے اس کو دوبارہ وزارت قانون میں بھیجا کہ آپ ہمیں آئین کی جو definitions ہے ان کو ذرا clear کریں۔ 2010 میں جو report آئی ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ اس کو lay کیا جائے تو ہم اس پر کام کر رہے ہیں۔ ہماری قومی اسمبلی اس پر کام کر رہی ہے اور سینیٹ بھی اس پر کام کر رہی ہو گی۔ جیسے ہی آپ لوگ اس کو finalize کر دیں گے تو ہم ان reports کو lay کر دیں گے۔

جناب چیئرمین: سینیٹ اور قومی اسمبلی کا اس کے اندر کیا role ہے؟

سید خورشید احمد شاہ: وہ رپورٹیں پارلیمنٹ میں آتی ہیں۔

Mr. Chairman: Let us read Clause 4 of Article 230. The burden is on Council of Islamic Ideology.

Clause 4. " The Islamic Council shall, "not National Assembly or Senate shall," The Islamic Council shall submit its final report within seven years of its appointment, and shall submit an annual interim report. The report, whether, interim or final, shall be laid for discussion before both Houses and each Provincial Assembly within six months of its receipt".

یہی ہے کہ .minister would lay the report وزیر قانون کہاں ہیں؟

Senator Prof. Khurshid Ahmad: Sir, this is a serious lapse of the Constitution and the violation of the privilege of the House.

Mr. Chairman: Bokhari Sahib! Where is Minister for Law and Parliamentary Affairs to help this delicate Consitutional interpretation? This is interpretation of Clause 4 of Article

230 and there are divergent views, let us have the views of the Minister for Law and Parliamentary Affairs and then accordingly the ruling would be given.

سید خورشید احمد شاہ: جناب والا! 1992 میں report lay ہوئی۔۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! یہ admitted fact ہے کہ 1996 کے بعد reports lay نہیں ہوئیں۔آپ نے فرمایا ہے کہ 2006 میں وزارت قانون کا ایک legal opinion تھا اس کی وجہ سے lay نہیں ہوئیں۔ اب 2010 میں پھر یہ مسئلہ ان کو refer کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ lay کرنا چاہیے۔ اب question یہ آرہا ہے کہ رپورٹ جو ایوان میں lay ہوگی، it would laid by the Islamic council or by the secretariats of the two Houses. This is the point in issue now.

سید خورشید احمد شاہ: اس میں یہ ہوگا کہ اسلامی نظریاتی کونسل رپورٹس پارلیمنٹ کو بھیجے گی۔وہ پارلیمنٹ کے اندر direct lay نہیں کرسکتی، through National Assembly, Senate lay کرے گی۔۔۔

جناب چیئرمین: سیکریٹری صاحب! جو باقی reports lay ہوتی ہیں ان کا procedure کیا ہے؟

سیکریٹری سینیٹ: جناب والا! وہ سینیٹ میں آتی ہیں پھر lay کی جاتی ہیں۔

جناب چیئرمین: وہ سینیٹ میں آتی ہیں پھر آپ lay کرتے ہیں۔ نوید قمر صاحب! آپ Finance Minister رہے ہیں جو State Bank کی reports ہوتی ہیں، وہ آپ lay کرتے تھے۔

Syed Naveed Qamar: Sir, Minister for Finance lays the reports of State Bank.

Fd by T7

Sial/Mohsin(Ed.) T07–27Jan2012 ER1 11.30

Syed Naveed Qamar: Sir, the Minister for Finance lays the reports.

Mr. Chairman: Right, this is the job of the Minister for Religious Affairs to lay this report.

میں ابھی نوید قمر صاحب سے اسے clear کرلوں کیوں کہ I don’t want to take unilateral decision. جی قمر صاحب آپ کا اس کے بارے میں کیا view ہے؟

Syed Naveed Qamar: Sir, the fact of the matter is that when the final report comes in or whatever other reports come in then it is laid down on the table of the House by the respective Minister.

جناب چیئرمین: جی میاں رضا ربانی صاحب، آپ کا کیا view ہے؟

Senator Mian Raza Rabbani: Sorry, I was not following it.

جناب چیئرمین: جی بخاری صاحب! آپ کا کیا view ہے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! جو previous practice رہی ہے وہ تو یہی ہے۔ اس میں autonomous bodies بھی آتی ہیں، ابھی کل بھی ایک report lay ہوئی ہے اور concerned Minister نے lay کی ہے۔ آپ ذرا اس کا reference دیکھ لیں اور Article 153 پر نظر ڈال لیں۔ یہ Council of Common Interests ہے کیوں کہ اس کی بھی report آتی ہے۔ They don't directly send the report to the House. They send it through the Ministry.

جناب چیئرمین: جی شاہ صاحب آپ بتائیں۔

سید خورشید احمد شاہ: میری گزارش یہ ہے کہ Law Minister Sahib نے جو 2010 میں report دی ہے، اس کے بعد اس report کو bind کروانا ہے اور اس کی binding کے بعد جب یہ اسمبلی کو ملے گی تو وزیر صاحب اس کو lay کریں گے۔

جناب چیئرمین: جی وزیر قانون صاحب۔

سینیٹر مولا بخش چانڈیو: ہم نے وہاں نظریاتی کونسل کو بھیجی ہے۔ اب منسٹری نے اس کو lay کرنا تھا۔ ہم نے ان سے پوچھا ہے کہ آپ لوگوں نے ابھی تک اس کو lay کیوں نہیں کیا۔ انہوں نے بتایا ہے کہ وہ binding کے لیے گئی ہوئی ہے، انشاء اللہ اگلے اجلاس میں lay کر دیں گے۔

جناب چیئرمین: جی پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میں اصولی بات کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی چیز یہ ہے کہ دستور میں یہ بات واضح ہے کہ Council of Islamic Ideology کی reports دونوں Houses میں آتی ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ Constitution نے یہ بھی لازم کیا ہے کہ جب report آجائے تو چھ مہینوں کے اندر اندر House کو اس کے اوپر discussion کرنی ہے اور اس کی روشنی میں legislation کرنی ہے۔ یہ تو ایک اصولی بات ہے۔ اب آپ practice دیکھیں کہ 1962 سے لے کر 1996 تک باقاعدہ reports lay ہوئی ہیں۔ میں اس ایوان کا 1985 سے ممبر رہا ہوں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ 1980s میں نہ یہ صرف یہاں lay کی گئی ہیں بلکہ discuss بھی ہوئی ہیں، نہ صرف discuss ہوئی ہیں بلکہ سینیٹ نے دو کمیٹیاں بنائی تھیں جس میں سے ایک کا میں چیئرمین تھا، اس کمیٹی نے ان پر غور کر کے اپنی رپورٹ تیار کی ہے اور وہ رپورٹ سینیٹ میں آئی۔ یہ practice ہے۔

اب جناب دیکھیں کہ 1996 کے بعد سے یکدم یہ report غائب ہو جاتی ہے جب کہ پارلیمنٹ 1999 تک موجود رہی ہے۔ ٹھیک ہے 1999 سے2002 تک پارلیمنٹ نہیں تھی لیکن 2002 میں لازماً آنا چاہیے تھی، وہ بھی نہیں آئی ۔2005 کے بعد حکومت کو کس نے حق دیا اور یہ Law Minister سے پوچھا جائے اور Law Ministry کو کیا حق تھا کہ پارلیمنٹ کی روایات اور دستور کی واضح provision کے باوجود وہ یہ کہتی ہے کہ report lay کرنے کی ضرورت نہیں ہے جب کہ جو rationale ہے وہ یہ کہ Article 227 یہ کہتا ہے کہ ملک میں قانون سازی قران و سنت کے مطابق ہونی چاہیے۔ Directive Principle 29 to 40 یہ کہتے ہیں کہ ملک میں تمام پالیسیاں معاشی، سیاسی، انتظامی، تعلیمی وغیرہ قران و سنت کی روشنی میں ہوں تا کہ اس ملک کے شہری اپنے دین کے مطابق اپنی زندگی استوار کر سکیں۔ اس کے لیے ان کی ذمہ داری یہ ہے کہ suo moto, according to Constitution, Ideological Council سارے قوانین کا جائزہ لے۔

تیسری بات یہ ہے کہ President, Prime Minister, Parliament, Provincial Assemblies کوئی بھی مسئلہ ان کو بھیج دے نیز دستور میں یہ provision بھی موجود ہے کہ کسی stage پر بھی اگر کوئی قانون یہاں آتا ہے---

جناب چیئرمین: میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں اور میں اپنی ruling دیتا ہوں۔ اب دیکھیں کہ 1997 سے onward reports admittedly lay نہیں ہوئی ہیں۔

Now I am giving this ruling:

"that the reports of Islamic Council from 1997 onwards should be laid before this House in the next session by Minister for Religious Affairs pursuant to Clause 4 of Article 230 of the Constitution of Pakistan."

اب Question Hour over ہو گیا ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! چھ مہینوں میں report ادھر دونوں Houses میں آنی تھی اور اس کو دو سالوں میں implement ہونا تھا تو that is a period of 9 years آپ ذرا اس کو پڑھ لیں۔

جناب چیئرمین: نہیں، انہوں نے کہا 1996 تک آ گئی ہیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! وہ آتی ہوں گی لیکن وہ regular reports ہیں لیکن sub-Article 4 کے تحت آپ جس report کر رہے ہیں پہلے ذرا مہربانی کر کے دیکھ لیں۔

Mr. Chairman: Now we have to go backward more.

Senator Mohammad Ishaq Dar: Yes sir, repugnant to the Islamic Principles and laws

within 6 months of submission of its report, اس کے اوپر سات سال کام کر کے report دینی تھی اور گورنمنٹ نے they were supposed to lay in the both Houses and the Parliament was under obligation under this sub-Article 4 of Article 230 اور پھر دو سالوں میں انہوں نے اپنے laws کو change کرنا تھا۔

جناب چیئرمین: پہلے reports آئیں گی تو laws change ہوں گے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب! یہ institutional problem ہے۔

جناب چیئرمین: چلیں ابھی 1997 سے آنے دیں اور Clause 4 کے اندر آپ اسے دیکھیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب میں اسے پڑھتا ہوں۔

230(4) "The Islamic Council shall submit its final report within seven years of its appointment,.."

اور appointment پچھلے Article میں covered ہے۔

"... and shall submit an annual interim report. The report whether interim or final, shall be laid for discussion before both Houses of each Provincial Assembly within six months of its receipt and [Majlis-e-Shoora (Parliament] and the Assembly, after considering the report, shall enact laws in respect thereof within a period of two years of the final report."

جناب چیئرمین: اب سوال میں جو ان کا جواب آیا ہے وہ بھی پڑھ لیں۔ اس کے مطابق interpretation ہو گی۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: ان کا جواب یہی ہے کہ 1996 تک بھیجی ہیں اور بعد میں نہیں آئیں۔

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب! ہم نے اسی کے مطابق ruling دی ہے، کیا پروفیسر صاحب یہ ٹھیک ہے؟

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بالکل ٹھیک ہے۔

Mr. Chairman: Thank you. Now the Question Hour is over and the remaining questions and their printed replies placed on the table of the House shall be taken as read. Now we take the leave applications.

## Leave of Absence

جناب چیئرمین: پروفیسر ساجد میر صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 27 جنوری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد غفران خان صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 26 جنوری تا اختتام حالیہ اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ فرح عاقل صاحبہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 26 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: مولانا عبدالغفور حیدری صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 23اور 25 تا 27 جنوری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: قاری محمد عبداللہ صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 27 جنوری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

## Adjournment Motions

Mr. Chairman: Now we take Adjournment Motions. Yes, Prof. Khurshid Ahmed sahib.

Senator Prof. Khurshid Ahmed: Mr. Chairman, I seek leave of the House to move the following Adjournment Motion:

" The News of December 12, 2012 has reported that perhaps for the first time in Pakistan's history over 200,000 Cusecs of water have disappeared from the Tarbela Chashma reach since November 14, 2011. It is feared that this theft will cause 20 to 25% water shortage in Rabi season adversely affecting the agriculture in Sindh and Punjab in particular. It is a matter of urgent national importance and I therefore, seek the leave of the House to move that normal business of the House may be suspended to discuss this issue.

Mr. Chairman: Is it opposed, Minister Sahib?

Syed Naveed Qamar: Sir, before I formally oppose it or not oppose it, I would like to clarify this because this is based on premise of misunderstanding and therefore, this

news item was published and since then it has been cleared by the concerned authority also. So, if the honourable Senator may likely to give my views on it, I without opposing the adjournment then if he does not press it we may drop it otherwise we can move forward.

جناب چیئرمین: میرا مقصد یہی ہے کہ یہ ایک ایسا issue ہے جو بڑا غور طلب تھا کیوں کہ اور چیزوں کی چوری اور ڈاکہ ہم سنتے تھے لیکن دو لاکھ کیوسک پانی کی چوری کی بات سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ اسی لیے میں نے اسے رکھا ہے، اگر آپ وضاحت کر دیں اور یہ satisfactory ہو گی تو میں press نہیں کروں گا۔

Mr. Chairman: Right.

Syed Naveed Qamar: Sir, the fact of the matter is that the terrain and the topography of that area is such that no organization, no province and no individual farmer can really steal water out of this area and frankly, this water is also not unaccounted for, it is fully accounted for as we go along. If he look at the total off take of the Provinces during the period from 15th November to 15th December, which is the period that we are talking about, the total off take of Punjab in all the canals on the Indus in that area, in downstream have taken complete indents, not even indents have been given, the take off water have been totally fulfilled in case of Punjab and only 90033 cusecs in the case of Sindh are short not 200,000 cusecs. So, if we look at the chart on a daily basis at Guddu as well as at Chashma, Jhelum (CJ) link and at Thal canal, they have always been meeting these indents. I think, there was a miscommunication between WAPDA authorities and IRSA because of which this misunderstanding took place. Because the water at Chashma Head was delayed by a day or two beyond what was expected and a meeting in this regard has taken place between the concerned authorities and not only they have sorted out the communication system between the various organizations in this area but

also they have undertaken to re−assess the total filling time at the Chashma Head Works so that this kind of misunderstanding does not take place in the future. The Provinces have not pressed for this issue any further because this issue has been clarified, they have received the water that was their authority. Let me also categorically state that all the Indents given by the Provinces are totally fulfilled. So, there is no major shortage of water in this way because of last year rains or even previously because of the floods. So, there is no question of water being stolen from that area.

Mr. Chairman: Yes, Professor Sahib.

Then fd. By T08—

T08−27JAN2012 FAZAL\Zaidi 11:40 UR7

جناب چیئرمین: جی، پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: وزیر صاحب نے اس کی مناسب وضاحت کردی ہے اور اندازہ یہ ہوا کہ اصل چیز یہ تھی کہ یا تو reporting system ٹھیک نہیں تھا اور یا پھر IRSA اور Wapda کے درمیان کوئی اور معاملہ تھا جس کے لئے اس کو use کیا گیا ہے لیکن اگر یہ بات درست ہے کہ تمام canals میں جتنا پانی جانا چاہیے تھا اتنا گیا ہے تو پھر ضرورت نہیں ہے۔

Mr. Chairman: Are you not pressing it? O.K. motion not pressed. Next Motion, Item No. 3, Senator Tahir Mashhadi, please move Item No. 3.

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you Mr. Chairman. I the Chairman, Committee on Rules of Procedure and Privileges, move that under sub−Rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on the Privilege Motion moved by Senator Muhammad Zahid Khan regarding incorrect replies to starred question Nos. 162 and 36 by the Ministry of Petroleum and Natural Resources, be condoned till today.

Mr. Chairman: It has been moved that under sub-Rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on the Privilege Motion moved by Senator Muhammad Zahid Khan regarding incorrect replies to starred question Nos. 162 and 36 by the Ministry of Petroleum and Natural Resources, be condoned till today.

*(The motion was carried)*

Mr. Chairman: Motion is carried. Please move Item No. 4.

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: I the Chairman, Committee on Rules of Procedure and Privileges, present the report of the Committee on the Privilege Motion moved by Senator Muhammad Zahid Khan regarding incorrect replies to starred question Nos. 162 and 36 by the Ministry of Petroleum and Natural Resources.

Mr. Chairman: Report stands presented. Yes, Prof. Khurshid *Sahib*.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! آپ کا بھی وعدہ تھا اور مشہدی صاحب کا بھی کہ Rules of Business کی جو revision ہے وہ report ہمیں مل جائے گی۔

جناب چیئرمین: پہلی بات یہ ہے کہ Rule 49 کے نیچے یہ سیکرٹریٹ کے جو مسئلے ہوتے ہیں we can not discuss in the House but in any case I am again meeting today with the concerned Senators Mashhadi and the Officers to finalize all the Rules which we have amended. میں ممبران سے request کر لوں کہ یہ جو سیکرٹریٹ کے problems ہیں you all have a right to come and communicate and discuss with me in my chamber rather than in the House. These are the Rules. Thank you. Call Attention آپ کا لے لیتے ہیں۔ اس کا جواب دینے کے لئے منسٹر صاحب موجود ہیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: خواجہ شیراز صاحب موجود ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، پروفیسر صاحب۔ پانچ منٹ سے زیادہ وقت نہیں لینا۔

## Call Attention Notice

Senator Prof. Khurshid Ahmed: It has been reported in "the News" of today that is 29th November, "millions of automatic weapons are reported to have been imported in the country during the last few years". I therefore, request the Minister of Interior to take the House into confidence and place all the facts before the House and inform what is being done to punish those responsible in this regard.

میں نے اس کے ساتھ جو News کی رپورٹ تھی 29 نومبر کی وہ بھی attach کر دی تھی۔ پوزیشن یہ ہے کہ FBR نے ایک mega fraud of import of automatic weapons غالباً اپنی گرفت میں لیا ہے۔اس میں ایک ہزار automatic weapons ان کی گرفت میں آئے ہیں، جو دو ممالک یوکرائن اور ترکی سے آئے، جنہیں pistol show کیا گیا لیکن دراصل وہ automatic machine Gun تھی۔ اس کی روشنی میں پھر FBR نے یہ بات کہی تھی کہ یہ صرف tip of the ice berg ہے اور یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ ملک میں پہلے سے ہی weaponization کس انتہا کو پہنچا ہوا ہے۔ آپ کے علم میں ہے کہ Law and order کی کیا situation ہے؟ Militancy کی ایک نہیں مختلف جہتیں ہیں اور criminals نے اس صورتحال کا فائدہ اٹھا کر پورے ملک کو کس صورتحال سے دوچار کیا ہوا ہے۔ ان حالات میں ایک طرف یہ خبریں آتی ہیں کہ باقاعدہ Ministry of Interior وزیراعظم صاحب کی سفارش پر سینکڑوں کی تعداد میں prohibited and non-prohibited licenses پارلیمنٹ کے ارکان کو issue کر رہے ہیں۔ان کی سفارشوں کے اوپر ایک ایک شخص کو 50,50 license دیے جا رہے ہیں اور ادھر ملک میں weapons کی سمگلنگ ہو رہی ہے۔ ساتھ میں یہ بھی عرض کر دوں کہ بڑی authentic reports یہ آئی ہیں کہ نیٹو سپلائی جو آتی تھی اس میں weapons آتے تھے۔ وہ تمام کے تمام ٹرک غائب ہو گئے ہیں اور ان ٹرکوں میں weapons تھے جو ملک میں پھیل گئے ہیں۔ یہ ساری چیزیں شدید خطرے کی صورتحال ملک کے لئے پیش کرتی ہیں اور میں چاہوں گا کہ وزارت داخلہ اس معاملے میں ایوان کو اعتماد میں لے اور یہ بتلائے کہ ان باتوں میں کہاں تک صداقت ہے۔

نمبر دو، ان کی نگاہ میں فی الحقیقت اگر سمگلنگ ہوئی ہے تو اس کی dimensions کیا ہیں، آیا it is in thousands or in millions?

تیسری چیز یہ ہے کہ آپ نے ان کو چیک کرنے کے لئے کیا کیا ہے اور اس میں ہمیں یہ نہ بتائیں کہ we have taken a notice of that. ہم اس بات سے fed up ہیں کہ جہاں پر کوئی جرم ہوتا ہے تو President, Prime Minister and Minister of Interior کہہ دیتے ہیں کہ we will take a notice of that. That is not what we want. ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ آپ نے کتنے آدمیوں کو پکڑا ہے؟ کتنے آدمیوں پر مقدمہ ہوا ہے؟ کتنے لوگوں کو سزا ہوئی ہے اور prevent کرنے کے لئے آپ نے کیا اقدامات کئے ہیں؟ یہ چیزیں ہمیں بتائی جائیں۔ بہت بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. Yes, Minister *sahib*.

**خواجہ شیراز محمود:** جناب چیئرمین صاحب! پروفیسر خورشید صاحب نے یہ جو Calling Attention Notice دیا ہے میں اس میں تھوڑی سی چیزیں clear کرنا چاہوں گا before کہ میں اپنی brief statement دوں۔ ایک تو پروفیسر صاحب نے Ministry of Interior کے متعلق بات کی ہے۔ Ministry of Interior کو میں respond نہیں کر رہا ہوں۔ ان کا basically جو سوال ہے یا ان کی جو quarries ہیں وہ Ministry of Interior کے متعلق ہیں۔ مجھے جو آپ کی طرف سے اور سینیٹ کی طرف سے نوٹس موصول ہوا وہ صرف FBR کے حوالے سے تھا جو Ministry of Finance کے under ایک ادارہ ہے۔

(آگے ٹی 09 پر جاری ہے)

T09-27Jan2012 Rauf/Saifi Ed/ 11-50/UR10

**خواجہ شیراز محمود ( وزیر مملکت برائے خزانہ):** (جاری----) آنریبل چیئرمین صاحب میں ایوان کو بھی یہ بتانا چاہوں گا کہ نومبر---

Mr. Chairman: May I request the honourable members to listen to the honourable Minister on the Call Attention. Thank you.

**خواجہ شیراز محمود:** ستمبر اور نومبر 2011 میں تین ایسے fraudulent cases سامنے آئے اور جن کو custom کے اہلکاروں نے جو Model Collectorate of Customs, Lahore کے اندر ہے انہوں نے detect کیا اور تین consignments کو پکڑا جس طرح آپ کے سامنے موجود ہے کہ 1000 کے قریب weapons وہ موجود تھے جو کہ خود کار تھے automatic تھے جن کی import پر پابندی تھی اور اس import کی پابندی کی وجہ سے Customs کے اہلکاروں نے اس کو پکڑا

اور تمام معاملہ سامنے آیا۔ اس کے بعد یہ اخبارات اور media کے اندر بھی آیا کہ ایسی بہت سی consignments یہاں آرہی ہیں جو کہ اصولوں کے خلاف import ہوتے ہیں جو prohibited bore weapons ہیں وہ پاکستان کے اندر آرہے ہیں جبکہ prohibited bore پاکستان کے اندر import کرنا قطعی طور پر ممنوعہ ہے۔ جب یہ cases سامنے آئے اس پر تین کمپنیوں کے خلاف جو clearing agents خلاف بھی FIR lodge کی گئی وہ لوگ بھی عدالتوں سے بھاگے ہوئے ہیں بھگوڑے ہوئے ہیں، اشتہاری ہیں اور جو legal proceedings ہیں ان کمپنیوں کے خلاف اور ان لوگوں کے خلاف جاری ہیں۔ اس کے علاوہ پروفیسر صاحب نے جو پوچھا، چیئرمین صاحب، کہ کچھ چیزیں interior کے متعلق تھیں اور کچھ جو policy issues ہیں چیئرمین صاحب، وہ Ministry of Commerce کے تحت آتے ہیں۔ Commerce Ministry ان agents کو باہر سے weapons منگوانے کے لیے authorize کرتی ہے ان کو کوٹا دیتی ہے یا انہیں باہر سے ہتھیار منگوانے کا اجازت جاری کرتی ہے اس میں بھی Finance Ministry کا کوئی تعلق نہیں ہے البتہ میں یہاں یہ ضرور کہنا چاہوں گا کہ اس چیز کو پکڑنے میں Custom اہلکاروں کی efficiency تھی وہ اس fraud کو بھی سامنے لائے اور اس misdeclaration کو جو وہاں پر ہوتی تھی اس کو بھی سامنے لائے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ،

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میں ان کا ممنون ہوں کہ وزیر محترم نے بہت طریقے سے پوری بات کر دی ہے اور یہ حقائق ہیں لیکن جہاں تک مجھے یاد ہے Relevant Minister لکھا تھا اور یہ صحیح ہے کہ اس کا تعلق Ministry of Interior سے بھی ہے، Finance سے بھی ہے اور Commerce سے بھی ہے تو کیا یہ مناسب نہیں ہوگا کہ Interior and Commerce والوں کو بھی آپ یہ نوٹس بھجوا دیں تاکہ دوسرے جو پہلو رہ گئے ہیں۔۔

جناب چیئرمین: وہ Rules کے مطابق۔۔۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: آپ دیکھ لیں ورنہ میں دوبارہ بھیج دیتا ہوں۔ جو آپ کہیں۔

جناب چیئرمین: دوبارہ دیکھیئے تو اس کو میرا خیال ہے کہ business is over. بخاری صاحب Monday کو صبح رکھ لیا جائے۔ جی، Monday کو صبح کر لیں۔۔۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: point of order بہت ضروری ہے۔

جناب چیئرمین:  بہت ضروری ہے ۔ضرور پروفیسر صاحب ۔دیکھیئے آپ نے Pandora's box کھول دیا ہے سب کے ضروری آگئے ہیں ۔ کوئی بات نہیں ہے ۔ میں نام لکھ لیتا ہوں ۔آپ بسم اللہ کیجئے ۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان:  شکریہ جناب چیئرمین! میں آپ کا ممنون ہوں ۔ جناب چیئرمین ! یہ 20 جنوری جمعہ کے روز بنوں میں امان مینشن کچہری روڈ پر میرے دو ساتھی ، حمید اللہ خان اور عبدالخالق لاپتا ہو گئے۔ دو دن تک تو ان کا پتا نہیں چل رہا تھا کہ کہاں گئے ہیں ، دو دن بعد یہ معلوم ہوا کہ وہاں ISI کے انچارج میجر ضرار صاحب کے قبضے میں ہیں اور میرے ساتھیوں نے ان کے ساتھ رابطہ کی کوشش کی لیکن ان سے کوئی رابطہ نہیں ہو رہا ہے نہ ان کے دفتر تک ان کی رسائی ہے اور نہ ٹیلی فون پر وہ رسائی کر سکتے ہیں ۔ مجھے ان کے ٹیلی فون نمبر دیئے اور میں پرسوں سے ان کے نمبرز پر try کر رہا ہوں ۔ring جاتا ہے لیکن کوئی اٹھاتا نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین! یہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے واقعات ہم دیکھتے ہیں اور اس وقت بھی یہ سلسلہ جاری ہے میں آپ کی وساطت سے حکومت کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ ان دو دوستوں پر کوئی الزام ہے تو ان کو عدالت کے سامنے پیش کیا جائے اور جرم ثابت کیا جائے اور ان کو قرار واقعی سزا دی جائے لیکن اس طرح پکڑنا اور فوجی قلعہ کے اندر ان کو بند کرنا ، اور کسی کو کوئی پتا نہیں ہے کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا ہے ۔ خدارا! اس سلسلے کو مزید بند کیا جائے اور یہ مزید جاری نہ رکھنا چاہیے ۔

جناب چیئرمین:  شکریہ ، کاظم خان صاحب ۔

سینیٹر محمد کاظم خان:  شکریہ جناب چیئرمین! میں ایک serious matter کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ لاھور میں Punjab Institute of Cardiology کے بارے میں آپ کو علم ہے اور پورے ملک میں اس کا شور مچا ہوا ہے کہ 100 سے اوپر آدمی مر چکے ہیں ، لاپرواہی ، لاتعلقی اور وہاں بے ایمانی کا جو دور دورہ ہے ۔ اس میں کسی کو ابہام ہی نہیں ہے اس میں میں addition کرتا چلوں کہ میری اپنی ہڈ بیتی یہ ہے ۔ میں صرف اس لیے بتانا چاہتا ہوں کہ میں بھی angioplasty کے لیے وہاں داخلہ ہوا ، پیسے جمع کرائے لیکن وہاں کے جو حالات میں نے دیکھے میں وہاں سے skip away ہوا اور بعد میں کٹوتی دے کر وہ پیسے واپس لیے ۔ میں نے پرائیویٹ ڈاکٹرز ہسپتال میں جا کر اپنا علاج کرایا اور یہ نہیں کہ میں نے اس واسطے کرایا کہ میں یہاں گورنمنٹ سے کوئی claim کروں میں نے کوئی پیسا claim بھی نہیں کیا ۔ جناب ، یہ بڑا serious matter ہے کہ وہاں پر انسانی جانوں کی کوئی قدر نہیں ہے میں نے اس واسطے اپنی ہڈ بیتی بتائی ہے important بات یہ ہے کہ ایک اس آدمی کے ساتھ جو پارلیمنٹیرین اور ایڈووکیٹ ہے اور وکلاء کے تمام

عہدوں پر رہا ہے۔ اس نے بھی وہاں پر اپنا علاج کرانا موزوں نہیں سمجھا اور کسی کو اچھا نہیں لگتا کہ وہ اپنے پیسے فضول خرچ کرے۔ جناب، میری آپ کی وساطت سے استدعا ہے کہ پنجاب گورنمنٹ کے Cardiology Hospital کو دیکھا جائے تو وہاں کے یتیم خانے کا بچڑ خانہ دیکھ لیں اور Institute of Cardiology میں جو لاپرواہی ہے اور آپ کی وساطت سے میں یہ عرض کروں گا اس کا kindly notice لیں اور باقاعدہ طور پر ایک قرارداد پاس کریں تاکہ اس کا کوئی سد باب ہو سکے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: مشہدی صاحب۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) طاہر حسین مشہدی: میں بھی اپنی آواز سینیٹر کاظم خان کے ساتھ ملانا چاہتا ہوں یہ انسانی جانیں اس طرح ضائع ہو رہی ہیں یہ قتل ہے جو لاہور میں ہو رہا ہے۔ اس قتل کے علاوہ اس کے لیے کوئی دوسرا نام نہیں ہے۔ It is murder کہ غریب آدمی علاج کے لیے وہاں جاتا ہے اور وہاں غلط دوائیوں کی وجہ سے اس کو زہر دی جاتی ہے اور وہ فوت ہو جاتے ہیں۔ انسانی جان کی کوئی قیمت ہو نہیں سکتی اور نہ کوئی اس کی کوئی compensation ہو سکتی ہے۔ صرف اس کو بچایا جا سکتا ہے اس better medicine سے better treatment سے۔ اور treatment کے لیے ہمیں اس کے اوپر emphasis lay down کرنا چاہیے ۔Not only in Lahore but پورے پاکستان میں پاکستان کے عوام کو best possible medical treatment دیا جائے ۔ پاکستانی دنیا کے کسی بھی انسان سے کم نہیں ہیں وہ دنیا کے انسانوں کے ساتھ اگر compare کریں تو ہمارے لوگ بہت حد تک بہتر ہیں اور ان کو زندہ رکھنا ہمارا فرض ہے۔ جتنی دیر زندہ رکھ سکتے ہیں۔ حکومت کو بھی اس پر اتنی توجہ دینی چاہیے۔ ڈینگی بخار آیا تو وہ بھی لاہور سے شروع ہوا اب جو medical murder ہو رہے ہیں یہ بھی لاہور میں ہوئے تو اس کے لیے کوئی resolution pass کی جائے کہ یہ House اس کو condemn کرتا ہے اس قسم کی carelessness اور یہ continue ہو رہی ہے۔ یہ دو دن کی انکوائری کی بات ہے ایک دن میں یہ پتا لگ سکتا ہے کہ کونسا ڈرگ غلط آگیا ہے۔ کہاں سے آیا ہے۔ کس نے دیا ہے، کس نے اس کو purchase کیا ہے کیوں purchase کیا گیا ہے اور کیوں لوگوں کو دیا جا رہا ہے۔ کوئی لمبی چوڑی rocket science اس میں involve نہیں ہے اور ابھی تک کوئی چیز سامنے نہیں آئی ہے اور ابھی تک یہ دوسو deaths ہیں یہ reported، اور اسی وقت اس جگہ پر ہوئی ہیں۔ اصل میں اگر آپ یہ دیکھیں کہ جب یہ situation clear ہو گی تو ہزاروں میں ہے کیونکہ medicine لے کر لوگ گھروں میں بھی چلے جاتے ہیں۔ اپنے اپنے گاؤں میں چلے جاتے ہیں تو اگر وہاں پر وہ فوت ہوئے ہیں تو وہ ابھی تک اس کے ساتھ link نہیں ہوا ہے۔

آگے۔۔یو۔۔۔۱۰۔۔۔

T10–27JAN2012 FAHEEM/ ED Mubashir 12:00 NOON ER12

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: (جاری۔۔۔) یہ ایک بہت بڑی tragedy پاکستان کے عوام پر آ گئی ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی عاصم صاحب۔

ڈاکٹر عاصم حسین (وفاقی وزیر برائے پیٹرولیئم و قدرتی وسائل): جناب چیئرمین! اصل میں یہ جو اموات ہوئی ہیں، We must actually look at the problem. صرف یہ کہہ دینا کہ یہ کوئی murder ہوا ہے یا کسی پر الزام لگانا یہ مناسب اس لیے نہیں ہے کیونکہ یہ ایک غلط پالیسی کا نتیجہ ہے۔ اس ملک میں جو pharmaceutical industry ہے، it has unfortunately gone through a lot of turmoil. پہلے یہ وفاق کے under ہوتا تھا اور اٹھارھویں ترمیم کے بعد یہ Drug Regulation کا محکمہ صوبوں کے پاس چلا گیا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ کئی multinationals ایسی ہیں جو standard کی تھیں جنہوں نے یہ ملک چھوڑ دیا ہے کیونکہ ان کو drugs کی proper pricing نہیں دی گئی۔ اب across the country چھوٹے دیہاتوں میں اور محلوں تک میں pharmaceutical industries کھلی ہوئی ہیں جو raw material منگاتے ہیں جو sub–standard ہوتا ہے اور ان کی actual laboratories بھی sub–standard ہیں اور کسی صوبے کے پاس یہ capacity نہیں ہے کہ وہ ان دوائیوں کو test کر سکیں۔ یہ ایک wrong policy تھی اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اٹھارھویں ترمیم کے بعد کسی صوبے نے regulatory authority نہیں بنائی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ regulatory authority federation کے پاس ہونی چاہیے۔ دنیا میں کہیں ایسی مثال نہیں ہے جہاں drug regulatory authority provinces کے پاس ہو۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے لیے ایک eye opener ہے اور ہمیں اس چیز کو seriously لینا چاہیے۔ The House should form a committee and look into it very seriously and take this up کہ کیا ہمیں Federal Drug Regulatory Authority کی ضرورت ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جتنی غلطیاں ماضی میں ہو چکی ہیں، ہمیں تو اب پتا چلا ہے کہ لوگ مر رہے ہیں جبکہ اس سلسلے میں کئی لوگ پہلے بھی مر چکے ہیں اور مستقبل میں بھی کئی لوگ اس کا شکار ہوں گے اگر ان کی کوئی fatal

mortality نہ بھی ہو لیکن کم از کم ان پر کچھ نہ کچھ effect ضرور ہوگا جس کا نتیجہ چند سالوں کے بعد ملے گا۔ ہمیں اپنی drugs جو پاکستان میں available ہیں، جو مختلف کمپنیاں بنا رہی ہیں، we have to form a committee to look at it very seriously اور ہمیں اپنی تمام pharmaceutical industries کو ایک نئے انداز سے اور ایک نئے system سے دیکھنا ہوگا، کہ وہ ان چیزوں کا جائزہ نہیں لے اور صرف otherwise the Upper House will be shirking in its responsibility دیکھے۔ آج اس جگہ ہوا ہے، کل یہ کسی اور ہسپتال میں ہوگا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اکثر پورے problem across the board اور اس میں کئی ڈاکٹروں کا بھی قصور ہے کہ وہ یہ locally manufactured drugs are not upto the standards دوائیاں زبردستی لکھتے ہیں۔ Probably they also get commissions in these drugs. So, I think we must put a stop, there must be ethical practices and we must form a Federal Regulatory Authority. That is the wholly solution کیونکہ یہ provinces کی capacity سے باہر ہے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ نیلوفر بختیار صاحبہ۔

سینیٹر نیلوفر بختیار: جناب چیئرمین! میں دو، تین باتیں کرنا چاہتی ہوں جلدی سے۔ سب سے پہلے تو میں اسی سے متعلق بات کرنا چاہوں گی جو ابھی وزیر صاحب نے کی۔ میں اسی بات کو آگے بڑھانا چاہتی ہوں اور مجھے پتا ہے کہ محترم colleague جنہوں نے اٹھارھویں ترمیم پر کام کیا ہے اس کو دوبارہ انا کا مسئلہ بنائیں گے لیکن میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ اموات، جو آج پنجاب میں ہو رہی ہیں، ان کی ذمہ داری بہت حد تک ان لوگوں پر جاتی ہے جنہوں نے اٹھارھویں ترمیم کو جلد بازی میں اور صرف اپنے اپنے ذاتی mandates اور پارٹی کے mandates کو promote کرنے کے لیے پاس کیا۔

(مداخلت)

سینیٹر نیلوفر بختیار: جناب والا! میں اپنی بات پوری کروں گی۔ یہ جمہوریت ہے، ہر ایک کو بولنے کا حق ہونا چاہیے۔ مہربانی کر کے میری بات بھی سننے کا حوصلہ پیدا کریں۔ میں بھی اس honourable House کی اتنی ہی رکن ہوں جتنے آپ ہیں جناب والا۔ Please allow me to speak.

Mr. Chairman: Please continue.

سینیٹر نیلوفر بختیار: جس دن اٹھارھویں ترمیم یہاں پاس کی گئی، اس وقت بھی ہمیں یہ کہا گیا کہ آپ یہ ترمیم پاس کر دیں کیونکہ ہم نے اس کو unanimous بنانا ہے۔ Unanimous بنانے کے لیے آپ نے ہماری آوازیں دبا دیں۔ اس میں بہت ساری شقیں ایسی تھیں جن پر ہمیں اعتراض تھا۔ میں نے کل، پرسوں، ترسوں کتنے وزراء اور کتنے Parliamentarians television پر سنے جنھوں نے کھلے عام یہ کہا ہے کہ جی یہ جو اموات ہو رہی ہیں، یہ پنجاب حکومت کی ذمہ داری ہے اور وہ کہتے ہیں کہ نہیں جی یہ مرکز میں نہیں ہے۔ میں یہ کہتی ہوں کہ جو لوگ مر رہے ہیں اس کی ذمہ داری کون اٹھائے گا۔ یہ تو joke ہے۔ پچھلے دنوں PIMS میں ہڑتال رہی، کتنے لوگوں کے operations نہیں ہو سکے لیکن کوئی ذمہ داری اٹھانے کے لیے تیار نہیں ہے۔ ڈینگی کی پوری campaign تباہ و برباد ہو گئی، ہم صرف بیٹھ کر پنجاب حکومت کو penalize کرتے رہیں گے یا یہاں بیٹھ کر کوئی اپنی ذمہ داری بھی اٹھانا چاہتا ہے۔ جناب والا! میں اسی بات کی مد میں ایک اور بات کرنا چاہتی ہوں کہ مجھے ابھی پتا چلا ہے ایک Ministry of Heritage تشکیل دے دی گئی ہے۔ Culture کو ہٹا کر، Culture کو بند کر کے، سالہا سال ملازمت کرنے والے ان کے employees کو آپ نے surplus pool میں ڈال کر اب ایک نئی وزارت تشکیل کی ہے جس کا نام ہے .Heritage Ministry اس میں سارے وہ departments دے دیے ہیں جو Culture Ministry میں تھے۔ Is this not a joke with the nation? جناب والا! میں بحیثیت Chairman, Culture and Tourism Committee متعدد بار ان کے پاس گئی جو اٹھارھویں ترمیم پر کام کر رہے تھے اور میں نے ان درخواست کی کہ یہ وہ ادارے ہیں جیسے PNCA, Lok Virsa جن کو آپ devolution میں نہیں لا سکتے۔ ان کے بارے میں کچھ کریں لیکن اس وقت کچھ نہیں کیا گیا۔ آج Culture کا نام change کر کے Heritage کر دیا گیا ہے اور اس کو دوبارہ ایک وزیر کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ قوم کے exchequer پر اس کا کیا فرق پڑتا ہے اس کا جواب قوم کو چاہیے۔ جو وزارتیں بند کی گئیں ان کی دوبارہ تخلیق کیوں کی جا رہی ہے؟ اگر اٹھارھویں ترمیم میں وہ devolve ہو گئی ہیں تو دوبارہ وزارتیں کیسے بن رہی ہیں۔

تیسری بات میں floor پر یہ کرنا چاہتی ہوں کہ ایک Resolution جس کو media نے بھی unfortunately unanimous کہا Article 6 کے بارے میں، وہ unanimous نہیں تھا۔ میں نے floor of the House پر کھڑے ہو کر اس کے خلاف تقریر کی تھی۔ میرے بہت سارے ساتھیوں نے television programmes میں اس Resolution کو condemn

کیا تھا لیکن پھر بھی اس کو unanimous کہہ دیا گیا۔ میں media سے بھی appeal کرتی ہوں کہ خدا کے لیے جو لوگ ضمیر کی آواز پر مجبور ہو کر floor پر بات کرتے ہیں، چاہے وہ sellable item نہ ہو، اس کو بھی coverage دیں۔

Mr. Chairman: Thank you. Zaidi *Sahib*. Everybody will get a chance.

سینیٹر ساجد حسین زیدی: شکریہ جناب چیئرمین۔ دراصل ہمارے پنجاب میں جو حادثہ ہوا ہے اس کو سیاسی تناظر میں نہیں دیکھنا چاہیے۔ یہ خالصتاً ایک انسانی مسئلہ ہے اور یہ پنجاب میں نہیں ہے بلکہ پورے پاکستان میں یہ مسئلہ ہے۔ ہمارے یہاں جو دوائیں بن رہی ہیں وہ اس standard کی نہیں ہیں جس standard کی ہونی چاہیے۔ جیسا کہ ڈاکٹر عاصم صاحب نے فرمایا کہ اٹھارھویں کے بعد اب جو سلسلہ چل نکلا ہے، آج جنگ اخبار میں میں نے پڑھا کہ ایسی دوائیں generic names کے ساتھ آنے لگی ہیں جو جعلی ہیں اور سینکڑوں کی تعداد میں مختلف ناموں سے پاکستان میں بک رہی ہیں۔ آج سے پہلے بھی یہ شور مچتا رہا ہے کہ دو نمبر دوائیں اور ایک نمبر دوا۔ ہماری حکومت نے کبھی توجہ نہیں دی۔ سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ ہمارے اس شعبے کو بھی تجارتی بنیادوں پر لے لیا گیا ہے۔ نام خدمت خلق کا ہوتا لیکن یہ پیسا کمانے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ حضرت امام سجادؑ نے فرمایا تھا کہ طبابت کو پیشہ بنانا حرام ہے۔ آج وہ حرام کام حلال کی مد میں ہو رہا ہے اور اسی وجہ سے آپ دیکھیے کہ سرکاری ہسپتالوں میں وہ facility نہیں ہے جو سرکاری ہسپتال کا ڈاکٹر private ہسپتال میں کام کر کے دے رہا ہے۔ اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان لیول پر کوئی ایسی کمیٹی تشکیل دی جائے جو اس طرف توجہ دے اور صحت کی طرف جب تک وہ توجہ نہیں دے گی تو اس وقت تک پورا پاکستان تباہی کے دھانے پر کھڑا رہے گا۔ ہمیں ابھی سے عقل کے ناخن لینے چاہییں۔ ایک دوسرے کو الزام نہیں دینا چاہیے اور اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرنا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ زاہد خان صاحب۔

(Followed By T11)

T11−27JAN12 UR/AZHAR ER/ZAFAR/ED. UR1

جناب چیئرمین: زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ جناب چیئرمین! میں ایک اور مسئلے پر بات کرنا چاہتا تھا۔

جناب چیئرمین: وہ بعد میں کر لیجیے گا۔ پہلے اسے conclude کر لیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: ٹھیک ہے۔ اٹھارھویں ترمیم پر۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: اس پر کرلیجیے۔

سینیٹر محمد زاہد خان: اسی پر میں بات کروں گا۔ جناب! Drug Regulatory Authority, Federal Government کے پاس ہے۔ آپ نے ایک committee بنائی تھی جس میں چاروں صوبوں سے ایک ایک ممبر تھا۔ ہم پانچ افراد اس میں تھے۔ اس میں پنجاب کا نمائندہ نہیں آرہا تھا۔ ہم نے کوشش کی کہ طریقے سے ہم اپنی سفارشات دے دیں تاکہ Regulatory Authority بن جائے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جب بھی کوئی بات ہوتی ہے تو ہمارے honourable members 18th amendment کو گالی دینا شروع کر دیتے ہیں۔ 18th amendment میں تو Drug Regulatory Authority already Federal Government کے پاس ہے۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Listen to the honourable member.

سینیٹر محمد زاہد خان: بالکل ہے اور ہم نے اس پر کام کیا ہے۔ جب ہم نے سفارشات تیار کرکے ان کے پاس بھیجی ہیں۔ اب اگر پنجاب کا نمائندہ آجائے گا تو بیٹھ جائے گا۔ باقی تینوں صوبے agree تھے۔ انہوں نے کہا کہ بالکل یہ بنا دیں۔ اس میں کوئی ایسی شق ہی نہیں ہے لیکن 18th amendment کو گالی دینا۔۔۔ اب یہ ہمارے صوبے میں بھی تو ہے۔ ہمارے صوبے میں، اللہ نہ کرے کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا ہے۔ لوچستان میں بھی ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا ہے یا سندھ میں بھی ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا ہے۔ ڈینگی اگر لاہور، پنجاب میں آیا ہے تو حکومت یا... 18th amendment کو ہم گالی دینا شروع کر دیں، یہ ناانصافی ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

سینیٹر محمد زاہد خان: میں ایک اور عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے معزز رکن نے آرٹیکل ٦ کی قرارداد پاس ہونے کے حوالے سے میڈیا سے شکوہ کیا۔ جناب! جب آپ نے پکارا تو کسی نے No تو نہیں کہا یا تو No کر دیتے تو میڈیا کو یہ پتہ چل جاتا کہ No ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر محمد زاہد خان: جب آپ بات کر رہیں تھیں تو میں نے سنا۔ آپ مہربانی کر کے تحمل سے کام لیں اور میری بات سن لیں۔ آپ نے No نہیں کہا۔ اگر آپ No کہتیں تو میڈیا والے سن لیتے اور وہ اسی طرح بتاتے لیکن کسی نے بھی No نہیں کہا۔ اس کے بعد باہر جا کر بہت سے ممبروں سے سنا کہ ہم نے oppose کیا۔ oppose کسی نے نہیں کیا۔ اگر کیا ہوتا تو جناب آپ نے جب اسے ایوان میں پیش کیا تو اس وقت no کر دیتے لیکن بعد میں یہ بات کرنا یا میڈیا پر بات ڈالنا میرے خیال میں مناسب نہیں ہے۔

Mr. Chairman: Raza Rabbani *Sahib*.

آپ کو بھی وقت ملے گا۔ You will get a chance. I have got a list over here۔ بہت لمبی list ہے۔ بیٹھیے۔

*(Interruption)*

جناب چیئرمین: وہ پہلے بات کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا نام list میں ہے۔ اس کے بعد ہارون صاحب کا ہے۔ میاں صاحب! پہلے ہارون صاحب، اس کے بعد آپ۔

سینیٹر ہارون خان: یہ بڑے معزز ہیں۔ یہ اگر پہلے کرنا چاہتے ہیں تو ضرور کر لیں. but according to the slot

Mr. Chairman: Haroon Sahib, then Mian Sahib. I am proceeding according to the list, I have over here.

سینیٹر ہارون خان: شکریہ جناب چیئرمین! میں مختصر بات کروں گا مگر چونکہ زاہد خان صاحب نے جس کمیٹی کا ذکر کیا ہے۔ اس کا میں بھی ممبر تھا۔ جناب چیئرمین! پاکستان میں یہ بہت بڑا سانحہ ہوا ہے۔ اس سے بڑا سانحہ یہ ہے کہ ہم blame game میں آگئے ہیں اور ہم اس سانحہ سے سبق حاصل نہیں کریں گے اور جو rectification/correction چاہیے، وہ ہم نہیں کر پائیں گے۔ میرے colleague نے کہا، بات دراصل اس وقت یہ ہے۔ اسے رضا ربانی صاحب بھی کنفرم کریں گے کہ Health devolve ہو چکا ہے۔ اس میں تھوڑا ابہام تھا کہ اگر Health devolve ہو گیا ہے تو ہیلتھ کی ریگولیشن بھی devolve ہوئی ہے یا نہیں۔ اس پر ابھی consensus establish نہیں ہوا۔ بہرحال اس وقت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ health regulation کی regulation بھی devolve ہو چکی ہے اور drug regulatory authority وفاقی سطح پر بنانے کے لیے ہمیں تمام اسمبلیوں سے ایک قرارداد پاس کرانی پڑے گی۔ in writing چاروں صوبوں نے اجازت دی ہے according to a Constitutional article/clause یہ drug regulation, licencing سب اس وقت فیڈرل گورنمنٹ کے اختیار میں ساٹھ دن کے لیے ہے۔ لہذا جب یہ واقعہ ہوا ہے، حتیٰ کہ آج بھی یہ کیبنٹ ڈویژن کے

ان دوائیوں کی ذمے داری کیبنٹ licencing, registration, regularization, monitoring, lab testing ماتحت ہے۔ ڈویژن کے تحت ہے۔ That is for sure اس وقت وہ جوابدہ ہیں۔ اور ہماری سینیٹ کی oversight اس پر ہے۔ آپ کیبنٹ کی سٹینڈنگ کمیٹی کے ذمے لگائیں کہ وہ رپورٹ مانگے کہ کن انسپیکٹروں نے انہیں ٹیسٹ کیا۔ کس لیبارٹری میں اس کا آخری ٹیسٹ ہوا ہے۔ اس کے بنانے والے کون ہیں۔ تب جا کر آپ bottom line پر پہنچیں گے۔ ان کے ingredients کون سے تھے اور آپ وہ رپورٹ سامنے لائیں۔ and that is a way to go. Thank you. شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی میاں رضا ربانی صاحب۔

Senator Mian Raza Rabbani: Thank you sir and I am grateful to the honourable senator for having cleared the air to a very great extnt *viz a viz* what the exact position is. جناب چیئرمین! یہ نہایت افسوسناک بات ہے۔ جو ایک centrist mindset ہے وہ devolution federalism, کو قبول کرنے کے لیے ابھی تک تیار نہیں ہے۔ درحقیقت ہیلتھ شروع دن سے صوبوں کا subject رہا ہے اور جسے وفاقی حکومت نے usurp کیا ہوا تھا۔ بہرحال جب اٹھارھویں ترمیم آئی اور اس کے ساتھ جب concurrent list گئی تو ہیلتھ کا جو تھوڑا بہت حصہ وفاقی حکومت کے پاس رہنا تھا، وہ بھی صوبوں کو devolve ہو گیا۔ اس وقت جو Implementation Commission تھا، Implementation Commission نے اس بات کا جائزہ لیا کہ ڈرگ کی ریگولیشن کا جو فنکشن فیڈرل گورنمنٹ کے پاس تھا، مناسب یہی ہو گا کہ یہ فنکشن وفاقی حکومت کے پاس ہی رہے۔ کیونکہ اگر یہ صوبوں میں چلا گیا تو پھر معیار گرنے کا خدشہ ہے۔ نمبر ایک۔ دوسری بات یہ ہے کہ باہر کی کمپنیوں کو تین تین چار چار جگہوں سے اپنے لائسنس اور سرٹیفکیٹ لینا پڑیں گے۔ لہذا اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ ایک Drug Regulatory Authority خودمختار ادارہ بنایا جائے گا جس میں چاروں صوبوں کی شراکت ہو گی۔ جب یہ بات طے ہو گئی تھی، final phase of devolution مکمل ہونے کو آیا let me be very clear and honest with this House اس وقت شیخ زید ہسپتال، جسے صوبہ پنجاب کو devolve ہوتا تھا، اس کو وفاقی حکومت نے روک لیا۔ جب وفاقی حکومت نے اسے روک لیا تو جو معاہدہ پنجاب کے ساتھ ہوا تھا کہ Drug Regulatory Authority اور دو تین اور ایسی bodies جو بننی تھیں، ان کے بارے میں پنجاب نے کہا کہ ہم اب اس کے لیے تیار نہیں ہیں کیونکہ جو چیز ہمیں devolve ہونی تھی، اس چیز کو devolve نہیں کیا گیا۔ اس وقت میری ملاقات شہباز

شریف کے ساتھ ہوئی and I discussed this issue with him میں نے ان کو یہ بات کہی کہ اس طرح ایک crisis پیدا ہو جائے گا۔ اگر drug regulation کا سلسلہ اس طرح فوری طور پر بکھر گیا۔ he agreed and as consequence of that a letter was written by all the four provinces جس میں یہ بات کہی گئی کہ till such time a final agreement is arrived at, the existing system یعنی drug regulation system کا جو سسٹم وفاقی حکومت کے پاس تھا وہ وفاقی حکومت کے پاس ہی رہے گا۔ لہذا معزز رکن نے جو یہ بات کہی کہ Right it is with Cabinet Division, that is correct. now, it is with Cabinet Division اور جو پرانا سسٹم چلا آرہا تھا، وہی سسٹم چلتا رہے گا۔ یہ ایوان ایک کمیٹی نہیں بنا سکتا کہ جو اس بات کو دیکھے کہ آیا Drug Regulatory Authority کی ضرورت ہے یا نہیں کیونکہ یہ ایک آئینی مسئلہ ہے۔ آئین کے تحت، اٹھارھویں ترمیم کے تحت یہ devolve ہو چکا ہے۔ اب اگر کوئی understanding ہوتی ہے تو یہ صوبوں کے مابین ہوتی ہے۔ صوبوں میں کسی understanding کے لیے CCI کا فورم آئین کے تحت موجود ہے۔ یہ وہاں پر take up ہوگا= اگر CCI میں consensus build ہو جاتا ہے کہ جی ہاں یہ ہونا چاہیے and Punjab is brought on board تو اس صورت حال میں آرٹیکل ایک بیالیس ایک سو تینتالیس کے تحت ---(جاری)

T12-27JAN2012---ASHFAQ/ED.ALTAF---UR5---12.20PM

جاری-------سینیٹر میاں رضا ربانی---

تو اس صورت حال میں Articles 142, 143 کے تحت resolution will be required and then the Federal Government or Parliament will be able to make out an act for the Federal Drug Regulatory Authority. میں یہ سمجھتا ہوں، یہ کہنا کہ جن لوگوں کی جعلی ادویات کی وجہ سے deaths ہوئی ہیں، یہ اٹھارھویں ترمیم کی وجہ سے ہوئی ہیں، this is perhaps the most bizarre of arguments کیونکہ وہ ابھی تک Federal Government کے پاس ہے and that function is still with the Federal Government and it has not got nothing to do with the Ministry. اگر کسی نئی ministry کی بات کی گئی ہو اور کوئی نئی ministry بن رہی ہے تو وہ بھی آئین کی خلاف ورزی ہے۔ I am on record after having left as the Chairman of the Implementation Commission to have

written and pointed out to the Prime Minister on a number of occasions کہ جو devolution کے لیے backward steps لئے جا رہے ہیں،

they are against the Constitution and they are unconstitutional. Thank you.

**جناب چیئرمین:** آپ کا شکریہ۔ وسیم سجاد صاحب۔

**سینیٹر وسیم سجاد:** شکریہ، جناب چیئرمین! آج جناب اور House کی توجہ جس واقعہ کی طرف دلائی گئی ہے، یہ نہایت ہی سنگین واقعہ ہے اور اس سے بہت سی قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں۔ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے یہ دوائی بنائی، جنہوں نے اس دوائی کو approve کیا اور جنہوں نے بغیر کسی investigation کے یا عام طور پر جو careful consideration ہوتی ہے، اس کے باوجود اس دوائی کو خریدا اور پھر اس کو ہمارے بےچارے بے گناہ اور معصوم شہریوں پر استعمال کیا گیا جس سے ہمارے بہت سارے بہن، بھائی ہلاک ہوئے، یہ بہت ہی افسوسناک واقعہ ہے۔ اس معاملے کی تفتیش ہونی چاہئیے نہ صرف اس لیے تفتیش ہونی چاہئیے کہ یہ قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں، اس لیے بھی ہونی چاہئیے کہ آئندہ اس قسم کے واقعات نہ ہوں، اس سے نہ صرف قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں بلکہ پاکستان کے وقار کو بھی ٹھیس پہنچتی ہے اور دنیا میں ایک یہ تاثر پھیلتا ہے کہ پاکستان میں ادویات پر بھی کوئی control نہیں ہے۔ اس سارے حکومتی ڈھانچے کے باوجود ایسی ادویات بن جاتی ہیں جو جان لیوا ثابت ہوتی ہیں تو یہ ایک بہت بڑا سنگین واقعہ ہے۔

جناب والا! اس پر ایک بحث چھڑ گئی ہے کہ کیا اس کی ذمہ دار اٹھارھویں ترمیم ہے یا نہیں ہے تو میں اس کے بارے میں زاہد صاحب اور دیگر مقررین سے اتفاق کروں گا، جنہوں نے کہا ہے کہ اٹھارھویں ترمیم کے تحت drugs regulation ایک Federal معاملہ ہے۔ مجھے اس پر کوئی شک و شبہ کبھی بھی نہیں تھا، میں اس کمیٹی کا خود بھی ممبر رہا ہوں جو اٹھارھویں ترمیم کی کمیٹی ہے، میں کم از کم اپنے تاثرات آپ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں بہت سی regulatory authorities ہیں۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان جمعہ سنائی دی)

**جناب چیئرمین:** جی وسیم صاحب۔

سینیٹر وسیم سجاد: جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ اس وقت جو سوال سامنے آیا تھا کہ پاکستان میں بہت سی regulatory authorities ہیں، مثلاً PMDC (Pakistan Medical and Dental Council) ایک regulatory authority ہے، اس لحاظ سے اس کا بھی تعلق صحت ہی سے ہے۔ وہاں پر یہ سوال اٹھا تھا اور اس پر بات اور بھی بحث بھی ہوئی تھی کہ کیا یہ مناسب ہو گا کہ ہر صوبے میں ایک علیحدہ PMDC قائم کر دی جائے، کیا یہ مناسب ہو گا کہ ایک صوبے کا ڈاکٹر دوسرے صوبے میں practice نہ کر سکے کیونکہ اس کی recognition ایک صوبے نے کی ہوئی ہے۔ اس کے بعد ایک SECP regulatory authority ہے، PEMRA regulatory authority ہے اور بے شمار regulatory authorities ہیں۔ اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے، ہم نے part-2 جس کا تعلق Council of Common Interests سے ہے، اس میں لکھا تھا کہ all regulatory authorities are established under the Federal Law یعنی Federal Law کے تحت ہر قسم کی regulatory authority قائم کی جا سکتی ہے۔ اس کا یہ بھی مطلب نکلتا ہے کہ جو authorities establish ہو چکی ہیں، ان کی regulation بھی اس طرح ہو گی۔ Council of Common Interests کا مطلب یہ ہے کہ Federal Government یہ از خود نہیں کر سکتی، یہ Council of Common Interests میں discuss ہو گا لیکن Council of Common Interest میں discussion کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ 142 کی resolution pass کی جائے۔ 142 کی resolution وہاں پر آئے گی جہاں معاملہ صوبائی اختیار میں آتا ہے اور واضح طور پر صوبائی اختیارات میں آتا ہے لیکن صوبائی اسمبلی یہ چاہتی ہے کہ کچھ وجوہات کی بنا پر اس کی legislation Centre میں کی جائے تو اس میں resolution آتی ہے۔

جناب چیئرمین: ہم points of order پر discussion کر رہے ہیں، جمعہ کا دن ہے کیونکہ یہ constitutional and legal معاملہ ہے، آپ دیکھیں کہ point of order simple with regard to the spurious drugs and the health تھا۔

سینیٹر وسیم سجاد: جناب! یہ simple معاملہ نہیں ہے، اس میں قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں، it should be clarified that this matter pertains to the Federal Government, the Federal Government should discuss this in the Council of Common Interests, not only that if it is a matter which requires into provincial coordination that is Item No.13, again it comes within

the competence of the Council of Common Interests. So, therefore, it is a responsibility of the Federal Government to bring this matter up in the Council of Common Interest and convince the Provincial Governments to come on board so that the legislation can be passed in this context by the Federal Legislature. It does not require and I would like to make it clear, it does not require a resolution under 142 of the Constitution.

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ ہمایوں صاحب! آپ اپنی بات quickly کر لیں کیونکہ نماز کا وقت ہو رہا ہے۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: جناب! mike میرے پاس ہے؟

جناب چیئرمین: جی، mike is with you, please ہمایوں صاحب۔

سینیٹر ہمایوں خان: جناب! بدقسمتی یہ ہے کہ ہماری 64سال سے کوئی drugs regulatory authority نہیں ہے، medical practice کو regulate کرنے کا کوئی system نہیں ہے، doctors کو دیکھنے کا system نہیں ہے۔ ہمارے ہاں اتنے لوگ مر گئے ہیں اور ہماری آنکھ ہمیشہ اس وقت کھلتی ہے جب بہت سارے لوگ مر جاتے ہیں، کیا آگے یہی طریقہ چلے گا؟ اس کا انسانی جانوں سے تعلق ہے، ہماری کھانے پینے کی چیزوں میں یہی alteration ہوتی ہے، اس کے لیے بھی کوئی نظام نہیں ہے۔ جناب! میں خود multi allergy کا patient ہوں، میں جب کسی عام medical store سے دوا خریدتا ہوں تو اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا، یہاں پر تین قسم کی medicines ہوتی ہیں، ایک ایک نمبر ہے، ایک وہ ہے جو دو نمبر بے کار سٹوروں سے ملتی ہے اور ایک تین نمبر ہے جو سرکاری ہسپتالوں کو supply کی جاتی ہے۔ جناب! سارے نظام کو totality میں دیکھنا ہوگا، صرف drugs کو regulate کرنے سے معاملہ حل نہیں ہوگا، آپ کے ہاں تین نظام چل رہے ہیں، آپ کے ہاں ایلوپیتھی، ہومیوپیتھی اور حکیموں کے نظام ہیں اور وہ بھی ادویات بیچتے ہیں، ان کے لوگ بھی practice کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں quacks ہیں، doctors کو دیکھنے والا کوئی نہیں ہے، ان کے پاس licenses نہیں ہیں۔ اس کو باقاعدہ طور پر address کریں تاکہ آگے لوگوں کی صحت اور جانوں کا تحفظ کیا جا سکے۔ Thank you.

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ جی مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔

جناب والا! اصل بات یہ ہے کہ اس کے آئینی اور قانونی پہلو ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ اپنا point of order کریں کیونکہ I am going to give a ruling جی۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: میاں صاحب نے اس حوالے سے بات کی ہے، وہ تفصیلات طے ہیں۔ میں اس میں ایک بات کروں گا کہ اس بات کا بڑا افسوس ہے اور ہمایوں صاحب نے بتایا ہے کہ ایک نمبر، دو نمبر اور تین نمبر ادویات یا کوئی دوسری جعلی چیزیں بنتی ہیں یعنی سارا ملک جعلی چیزوں کا شکار ہے۔ جناب والا! مجھے اس حوالے سے یہ اندازہ ہو رہا ہے کہ ان کمپنیوں کے interest کے خلاف کوئی کام ہوتا ہے، وہ جو بھی ناجائز کام کرتے تھے، اب ان کو کوئی موقعہ نہیں ملتا کہ کسی پر الزام لگائیں۔۔۔۔۔۔۔آگے۔۔۔۔۔۔T13

T13-27JAN2012 FURQAN[ED.JAVAID] 12.30P.M. ER8

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل (جاری): اب انہیں کوئی موقع نہیں ملتا کہ کسی پر الزام لگائیں۔ اٹھارھویں ترمیم سے جو صوبوں کو حقوق ملے تھے اس وجہ سے وہ الزام اٹھارھویں ترمیم پر لگا دیتے ہیں۔ مجھے افسوس ہے اور ایسے نظر آرہا ہے کہ یہ ان کمپنیوں نے اپنے مقاصد کے لیے یہ کام کیا ہے۔ میں کہنا نہیں چاہتا تھا لیکن اس کے معنی یہی ہیں کہ ان کے جو اربوں کھربوں روپے کے interests تھے وہ تو چلے گئے اور اب وہ یہ سب کچھ کرنے کو تیار ہیں کہ انسانی جانوں کو قتل کیا جائے اور بہانہ یہ بنایا ہے کہ یہ اختیار اٹھارھویں ترمیم سے صوبوں کو ملا تھا۔ بنیادی طور پر یہ political بات ہے، interest کا مسئلہ ہے، یہاں ابھی تک کوئی صوبائی مختاری اور جمہوریت کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہے۔ پیپلز پارٹی کے گورنر الطاف صاحب جعلی دوا سے مر گئے تھے۔ یہ جعلی ادویات تو اس وقت سے ہیں۔ جناب والا! اصل بات یہ ہے کہ یہ ان کے interest کا مسئلہ ہے۔ میں request کروں گا کہ اٹھارھویں ترمیم کو صحیح معنوں میں مانا جائے، ایک آئینی اور جمہوری فیصلہ ہوا ہے۔ محترمہ فرما رہی ہیں کہ PNC ہے اور دیگر ہیں، ان چیزوں کو چھوڑیں۔۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ چلیئے، اب جمعہ کی نماز کا وقت ہو رہا ہے، آپ کا موقف آگیا ہے۔ جی ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں جانتا ہوں کہ جمعہ کا وقت ہے۔ میں very brief عرض کروں گا۔ میں سب سے پہلے تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی زیادتی ہے کہ اگر ہم اٹھارھویں ترمیم اس طرح contempt کے طور پر لیں۔ یہ تین صوبوں کی دہائیوں سے ڈیمانڈ تھی، خصوصاً سندھ، خیبر پختونخوا اور بلوچستان۔ اب اس کو اس طرح interpret کرنا fair نہیں ہے۔ رضا ربانی صاحب، مندوخیل صاحب اور ساتھیوں نے اس پر arguments دیئے ہیں۔ میں صرف چند چیزوں کو دو تین منٹ میں clear کرنا چاہتا ہوں۔

ایک تو یہ کہ وسیم سجاد صاحب سے with all due respect, I disagree to his opinion کیونکہ جو رضا ربانی نے کہا ہے یہ categorically ہے۔ اس طرح تو کوئی بھی چیز جو devolve ہوئی ہو اس پر ہم ایک regulatory body بنائیں اور reverse takeover کر لیں۔ جناب! دنیا میں جو reverse takeover کا نام ہے اور وہ اسی کا ہے کہ ہم نے جو بھی devolve کی ہیں اسے ہم صوبوں سے واپس لے لیں اور ایک regulatory body بنائیں۔

جناب والا! ان کو یاد ہو گا کہ regulatory کی جو amendment ہے، جو نئی item تھی وہ میں نے move کی تھی and let me tell you what was rationale. صرف ہمارا سٹیٹ بینک Federal Legislative List fourth schedule part–I میں تھا اور باقی جتنی regulatory bodies 1973 کے بعد بنی ہیں، SCP, CCP, OGRA, NEPRA اس کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ اگر رضا ربانی صاحب کو یاد ہو تو میں نے یہ propose کیا تھا کہ بجائے ہم ان سب کو Part–I میں کریں، اسے Part–II میں کریں تاکہ اس میں صوبوں کی بھی participation ہو۔ Drug Regulatory was not the reason for that item.

نمبر 2 یہ کہ Drug Registration and Licences کا کام Health Ministry کرتی تھی، جب یہ devolve ہوئی تو وہ کام technically devolve ہوا لیکن Raza Rabba *sahib* would confirm it. کہ ہم نے پنجاب کو agree کروایا کہ in national interest اس پر resolution اپنی اسمبلی سے pass کر کے ہمیں یہ right دے دیں تاکہ جو manufacturer ہے اس کو چار جگہ پر اور فیڈرل گورنمنٹ میں علیحدہ علیحدہ رجسٹریشن نہ کروانی پڑے۔ میں گزارش یہ کر رہا ہوں کہ فیڈرل گورنمنٹ نے ایک ego کا مسئلہ بنایا ہوا ہے۔ JPM دے دیا ہے، شیخ زید کو ٹٹہ دے دیا ہے۔ I am grateful to Mr. Raza Rabbani once again, I bring on record, میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ صرف ego کا مسئلہ ہے، یہ شیخ ہسپتال آج resolve کریں، I give a commitment کہ Drug Regulatory Authority کے لیے میں ان کو Provincial Assembly of Punjab سے

resolution لا کر دوں گا۔ کام نہیں رکا، یہ ان کا فرض ہے اور چاروں صوبوں نے ان کو اتھارٹی دی ہوئی ہے، they are supposed to be dealing with all these responsibilities. میں سمجھتا ہوں کہ اس کو shift کرنا بڑا unfair ہے، یہ اپنی ذمہ داری کو پورا کریں۔ یہ بڑی بد قسمتی ہے کہ سو جانیں ضائع ہوئیں۔ آپ جو بھی ruling دیں گے لیکن Federal Cabinet Division کو آپ direct کریں، it is their responsibility, they should hold a proper inquiry, either judicial and otherwise departmental, fix the responsibility کہ یہ کیوں ہوا ہے کیونکہ ان کی ذمہ داری ہے۔ چاروں صوبوں کو یہ mandate دیا ہوا ہے کہ جب تک یہ resolve نہیں ہوتا، آپ اس کو کریں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس کو حل کرنے کے لیے ان کو آپ یہ بھی direction دیں کہ یہ گورنمنٹ سے بات کریں تاکہ اس مسئلہ پر ہم for all time close کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں اب سب نے بات کر لی۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عاصم حسین: جناب چیئرمین! میں نے ایک ضروری بات clear کرنی ہے۔ یہ کہہ دینا کہ Cabinet Division and Federal Government کام کر رہی ہے، I come from the industry also اور مجھے پتا ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ اس پر کوئی کام نہیں کر رہی، وہ صرف ایک formality کے طور پر ------

(مداخلت)

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! ایسا نہیں ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر عاصم حسین: جناب! فیڈرل گورنمنٹ نہیں کر رہی-----

(مداخلت)

Mr. Chairman: Let him speak. Mian *sahib*, let the Minister speak.

ڈاکٹر صاحب! آپ بولیئے۔ دو منٹ میں ختم کیجئے کیونکہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر عاصم حسین: جناب! کیبنٹ ڈویژن کو جو کام آتا ہے کہ کسٹم سے دوا نکالنی ہے اور وہ ایک letter issue کر دیتے ہیں لیکن licences کے جو function تھے وہ آج نہیں کر رہی، اگر یہ ہاؤس سمجھتا ہے تو پھر آپ کو Regulatory Authority کی

If this House feels that the Cabinet Division is functioning, lets make a rule ضرورت ہی کیا ہے۔ and let me say, you function as you are functioning before. Then pass it.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: میاں صاحب! ذرا آپ صبر تو کریں، he is on the floor, you never have right to say anyting.

Senaor Dr. Asim Hussain: Either the function is there or the function is not there. You can't take in between of the road.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، آپ کا view آگیا ہے۔

Matters concerning spurious drugs and deaths which have recently taken place and caused death in Lahore, is referred to the Standing Committee on Cabinet. It should submit its report within ten days for placing before the House?

میرا خیال ہے کہ بزنس ختم ہو گیا ہے، Points of Order بھی ہو گئے ہیں۔

The House stands adjourned to meet again on Monday, the 30th January..........

(Interruption)

Saturday کو نہیں، پروفیسر صاحب سے میری بات Monday کی ہوئی ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: نہیں جناب Saturday کا طے ہوا ہے، میری ان سے بات ہوئی۔

جناب چیئرمین: مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا، چاہے ہفتے کو رکھیں یا سوموار کو رکھیں، جو آپ لوگ چاہیں گے اس کے مطابق ہو گا۔

Senator Muhammad Ishaq Dar: Sir, this is the integrated interest of this invitation of member and we want to go and attend Shahid Bugti sahib's daughter's walima ہم نے ان کو منا لیا ہے and he agreed, he is o.k with Saturday. Now it is up to you.

**جناب چیئرمین:** جی بخاری صاحب۔

**سینیٹر سید نیر حسین بخاری:** جناب! کل جو بات ہوئی تھی اس وقت تو پروفیسر صاحب نے disagree کیا تھا، باقی ممبران کی یہ خواہش ضرور تھی کہ ہم Saturday کو اجلاس کر لیں، due to the Opposition and the objection of Professor sahib then it was decided کہ ہم Monday کو کریں گے but now the two honourable members are making statement on his behalf, and that is why they don’t have any objection.

**جناب چیئرمین:** ٹھیک ہے۔

The House stands adjourned to meet again on Saturday the 28th January, 2012 at 10.30 a.m.

---

*[The House was then adjourned to meet again on 28th January, 2012 at 10.00 a.m.]*

---